غلام احمد قادیانی

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ — عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان پنجاب

THE ALFAZL QADIAN

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ ایک آنہ

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۶ / ششماہی ۳ / سہ ماہی ۱ / بیرون ہند ۱۰

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۲ — نمبر ۴۸ — مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۲۴ء — یوم پنجشنبہ — مطابق ۳۰ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ

الحمد للہ علیٰ ذالک

لنڈن سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا آخری تار

حضرت خلیفۃ المسیح لنڈن سے روانہ ہو گئے

لنڈن سے ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو حسب ذیل تار جو ۱۰ بج کر ۳۵ منٹ پر روانہ ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بنام مولانا مولوی شیر علی صاحب دیا۔ جو ۲۶ اکتوبر قادیان پہنچا۔

"فرانس کو روانہ ہو گئے ہیں۔

محمود احمد"

احباب دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ اس عرصہ فترۃ کو جلد سے جلد ختم فرمائے۔ اور حضور بخیر و عافیت دار الامان میں رونق افروز ہو کر خدام مضطر کی مسرت اور تسکین کا باعث ہوں۔

مدینۃ المسیح

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خاندان مسیح موعود علیہ السلام میں خیر و عافیت ہے۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب جماعت احمدیہ بھیرہ کے مقدمہ کے متعلق سرگودہ تشریف لے گئے ہیں۔ احباب اس جماعت کی مشکلات سے مخلصی کے لئے دعا فرمادیں۔

۲۷ اکتوبر ولایتی ڈاک موصول ہوئی جس سے حضرت اقدس کے تفصیلی حالات معلوم ہوئے۔ جو انشاء اللہ بعد شائع کئے جائینگے نیز معلوم ہوا کہ ملک غلام فرید صاحب ایم اے اپنے اہل و عیال کو لیکر آرہے ہیں۔ اور انشاء اللہ ۱۰ نومبر تک پہنچ جائینگے۔

جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل قائمقام ہیڈماسٹر مدرسہ احمدیہ اپنے وطن سے تشریف لائے۔

۲۶ اکتوبر بعد نماز عشاء جناب مولوی عبد المغنی صاحب ناظر بیت المال نے احمدی دوکانداران قادیان کی مجلس منعقد کی جس میں انہیں زکوٰۃ کی

مولوی نعمت اللہ خان صاحب شہید کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کا تار اور گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے اس کا جواب

شہید کو محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے قتل کیا گیا

لنڈن سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ اس تار کے جواب میں جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند کو لنڈن سے اس بارے میں دیا تھا۔ کہ وہ تار جو ہندوستان (شملہ) سے اخبار ٹائمز آف لنڈن کو مولوی نعمت اللہ خان صاحب احمدی کے سنگسار کئے جانے کے متعلق دیا گیا تھا۔ کیا وہ گورنمنٹ ہند کے کسی اعلان یا اطلاع پر مبنی تھا۔ کیونکہ اس اطلاع میں یہ لکھا گیا ہے۔ کہ مولوی نعمت اللہ خان اس وجہ سے سنگسار کئے گئے ہیں۔ کہ انہوں نے امیر کے خلاف کسی سازش میں حصہ لیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے اس تار کا جو جواب گورنمنٹ ہند کی طرف سے انڈیا آفس لنڈن کی وساطت سے حضرت صاحب کو پہنچا ہے۔ وہ یہ ہے:۔

"آپ کا تار ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند کی خدمت میں پہنچا وہ تار جو ہندوستان سے ٹائمز آف لنڈن کو دیا گیا تھا اس کی نقل ہمیں ابھی ابھی ملی ہے۔ وہ کسی سرکاری اطلاع پر مبنی نہیں ہے۔ اور گورنمنٹ ہند کو اس سے قبل اس بیان کردہ سازش کی اطلاع تک نہ تھی۔ گورنمنٹ نے اس بارے میں کوئی سرکاری اعلان شائع نہیں کیا لیکن ایسے افغانستان کے اخبارات سے یہ معلوم ہوا ہے کہ مولوی نعمت اللہ خان کو خالصاً مذہبی بنا پر قتل کیا گیا ہے"

گورنمنٹ ہند کا یہ جواب اس الزام کی تردید کرتا ہے جس کا بعض اخباروں میں اظہار کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ مولوی نعمت اللہ خان صاحب نے امیر کے خلاف کسی سازش میں حصہ لیا تھا۔ یا افغان گورنمنٹ کے خلاف کسی پولٹیکل تحریک میں شرکت کی تھی۔

تار کا یہ مضمون ہندوستان کے اردو انگریزی اخبارات کو بھیجا گیا ہے۔

مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی شہادت کے نیک اثرات

ایک غیر احمدی کا پرجوش خط

شہید ملت مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی شہادت مختلف رنگوں میں دنیا پر اپنا اثر کر رہی ہے۔ اور وہ ظالم اور جفا کار جنہوں نے شہید کو جام شہادت پلایا۔ یا اس کی تائید کی۔ کہ اس طرح خوف و دہشت پیدا کر کے احمدیت کی اشاعت کو روک دیں گے۔ یہ دیکھ کر کس طرح انگاروں پر لوٹیں گے کہ یہ قتل بے گناہ نہ صرف جماعت احمدیہ میں ذرا بھی خوف و ہراس پیدا نہیں کر سکا ہے۔ بلکہ یہ ان لوگوں کو بھی بیدار کر کے ہدایت کا رستہ دکھا رہا ہے۔ جو آج تک خواب غفلت میں پڑے ہوئے تھے۔ جیسا کہ ذیل کے خط سے ظاہر ہے۔ جو ہمیں موصول ہوا ہے اس سے ظاہر ہے کہ پہلے جہاں وہ احمدیت کے مخالف تھے۔ ایسا ان میں اسقدر جوش پیدا ہو گیا ہے کہ کابل میں تبلیغ احمدیت کے لئے جانے کے لئے تیار ہیں۔ اور مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی طرح شہادت پانے کو سعادت دارین سمجھتے ہیں۔ خط حسب ذیل ہے:۔

"جناب مولوی نعمت اللہ خان صاحب کے جاہلانہ قتل کا سخت صدمہ ہے۔ گو میں پہلے احمدی جماعت میں نہ تھا۔ مگر اسی روز سے میرے خیالات توحید اور سچائی کو مدنظر رکھتے ہوئے بدل گئے ہیں۔ اگر تبلیغ و اشاعت کے لئے احمدیہ جماعت کے مبلغ کابل روانہ کئے جاویں۔ تو یہ خاکسار بھی بغرض تبلیغ و اشاعت احمدیہ مشن کابل کے لئے جانے کو تیار ہے اور اس راہ میں بر نقش قدم نعمت اللہ خان چلنے کے لئے تیار ہے۔ خداوند تعالیٰ اس خادم قوم کو یہ وقت نصیب کرے کہ تبلیغ و اشاعت سلسلہ میں کابل جا کر شہید ہو [illegible] اس خادم خادمان جماعت احمدیہ کا نام اس لسٹ میں درج فر[illegible] جس میں ان دیگر صاحبان کا نام درج ہے جنہوں نے اپنا ارادہ ظاہر فرمایا ہے انشاء اللہ حضرت صاحب کی واپسی پر حاضر ہوں گا۔"

"آپ کا خادم محمد ابدالی"

افسوسناک انتقال

مولانا مولوی میر محمد سعید صاحب حیدر آبادی کی وفات

سید بشارت احمد صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن کے خط سے یہ افسوسناک خبر معلوم ہوئی ہے کہ امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن حضرت مولانا مولوی میر محمد سعید صاحب قادری حنفی احمدی۔ ۲۰ اکتوبر مطابق ۲۰ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ بروز دوشنبہ ۱/۲ ۴ بجے دن کے بعارضہ نمونیہ و اسہال انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ قریباً پانچ ماہ سے انجمن کے ایک مکان کی تعمیر کے کام میں مصروف تھے۔ آپ نے ۱۷ اکتوبر بروز جمعہ اس نئے مکان میں سالانہ جلسہ منعقد کیا اور نماز جمعہ کے بعد سے غروب تک بذات خود جلسہ میں موجود رہے اسی شب گیارہ بجے رات کو آپ پر نمونیہ کا حملہ ہوا۔ علاج کرنے پر مرض میں کچھ افاقہ ہوا۔ لیکن دوسرے روز مرض میں شدت شروع ہو گئی۔ مگر باوجود شدت تکلیف کے آپ ورد و وظائف و اوراد و استغفار وغیرہ برابر پڑھتے رہے۔ اور جماعت کے حاضر الوقت اصحاب کو نصائح فرماتے رہے۔

چونکہ آپ نے وصیت کی ہوئی تھی۔ لہذا حسب وصیت صندوق میں نعش رکھ کر دفن کی گئی۔

احباب اس بزرگ ملت کا جنازہ غائب پڑھیں اور دعائے مغفرت کریں۔ حضرت مولوی صاحب مرحوم نہایت مخلص اور مسیح موعود کے قدیم صحابہ میں سے تھے۔ تبلیغ احمدیت کا نہایت شوق اور اعلیٰ ملکہ تھا۔ باوجود پیرانہ سالی کے ہمہ تن اس میں مصروف رہتے۔ حیدر آباد کی مخلص اور پرجوش جماعت کا بڑا حصہ انہی کی ساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔ خدا تعالیٰ انہیں مدارج عالیہ عطا فرمائے۔ اور آغوش رحمت میں جگہ دے۔

پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ لیگوس کا انتقال

نماز جنازہ کی درخواست

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیر لنڈن سے لکھتے ہیں۔ جماعت احمدیہ یہ خبر بڑے افسوس سے سنیگی کہ اخی المکرم محمد یعقوب صاحب پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ لیگوس نے جو اپنے اخلاص اور اپنے ایثار میں ایک نمونہ تھے ۔ ۷ ستمبر کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح نے بذریعہ تار تعزیت فرمائی اور نئے پریزیڈنٹ کے انتخاب کا ارشاد فرمایا۔ جماعت نے اپنے امام کے حکم کی تعمیل کی اور Zakaria Tinubu کو جو لیگوس کے رئیس ہیں۔ اور پہلے وائس پریزیڈنٹ تھے۔ پریزیڈنٹ منتخب کیا ہے۔ اور بذریعہ تار حضور خلافت میں اطلاع دی ہے۔

میری درخواست ہے۔ کہ مرحوم کا جنازہ غائب پڑھا جائے۔ اور مختلف جماعتیں اپنے نائجیریا کے بھائیوں کو تعزیت کے خطوط لکھیں۔ ایسے خطوط کے لئے مفصلہ ذیل پتہ ہے۔

Imam Mohamad Dubiri Chief
Imam Ahmadiyya movement
Lagos,
Nigeria.

الفضل
(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
یوم پنجشنبہ - قادیان دارالامان - ۳۰ اکتوبر ۱۹۲۴ء

حکومت کابل کے ظالمانہ فعل کی حمایت کرنیوالوں کی غیرت

گورنمنٹ آف انڈیا سے جماعت احمدیہ کے خلاف التجا

کیا اخبار "زمیندار" اور "سیاست" کو ابھی غیرت پر ناز ہے

جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حکومت کابل کے اس انسانیت سوز فعل کے متعلق جمعیتہ الاقوام اور دول یورپ و امریکہ کو بذریعہ تار اطلاع دی تھی تو اخبار "سیاست" اور "زمیندار" نے اسے "اسلامی بے غیرتی کی بدتر صورت" قرار دیا۔ اور اس کو اسلام کے خلاف بتایا۔ حالانکہ یہ کابل کے ناپاک فعل کے متعلق صدائے احتجاج بلند کرنے کا نہایت ہی متانت آمیز اور شریفانہ فعل تھا۔ جس میں نہ کسی قسم کی بے غیرتی پائی جاتی تھی۔ اور نہ کسی رنگ میں بھی اسلام کے خلاف تھا۔ یہ ظالم اور جفا کار کو اپنے فعل پر ندامت اور پشیمانی محسوس کرانے کا نہایت ہی باامن اور بہترین طریق تھا۔ جو ظالم کے متعلق مظلوموں کی طرف سے اختیار کیا گیا۔ اور اسلام تو مظلوم کو یہاں تک اجازت دیتا ہے۔ کہ لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم۔ جس پر ظلم ہوا ہو۔ اس کے منہ سے اگر قول سوء بھی نکلے۔ تو یہ خدا تعالیٰ کو ناپسند نہیں ہے۔ پس جبکہ اسلام میں مظلوم کے لئے یہ صاف اور کھلی اجازت ہے۔ اور مولوی نعمت اللہ خان صاحب شہید کی سنگساری جماعت احمدیہ پر ایسا شرمناک ظلم ہے۔ جس کی نظیر اس زمانہ میں کہیں نہیں پائی جاتی۔ تو اس ظلم کے متعلق دنیا کی حکومتوں کو اطلاع دینا کیونکر خلاف اسلام ہو سکتا ہے۔ اور اس میں بے غیرتی کی کونسی بات ہے۔ لیکن وہ لوگ جو اس امر کو بے غیرتی قرار دیتے تھے۔ خود اسقدر بے غیرت واقع ہوئے ہیں۔ کہ ہم پر مذکورہ بالا اعتراض کرنے اور اسپر اپنے اخباروں اور جلسوں میں شور مچانے کے چند ہی دن بعد اسی حکومت سے جو "زمیندار" (۲۱ ستمبر) کے نزدیک "مرکز خلافت کی تباہی و بربادی اور مولد و ماوائے اسلام کی بے حرمتی و بے آبروئی میں سب سے بڑھ کر حصہ لینے والی" ہے اور جسپر وہ یہ الزام لگاتا ہے کہ "مرکز خلافت کی قوت طاقت اور جزیرۃ العرب کی عزت و حرمت کا شیرازہ درہم برہم کرنیوالی" ہے۔ اسی سے "التجا" کر رہے ہیں۔ اور "التجا" بھی کیا۔ یہ کہ احمدیوں کے قلموں کے واروں سے انہیں بچایا جائے۔ اور احمدیوں کو مظلوم ہو کر بھی کچھ کہنے کی اجازت نہ دی جائے۔ چنانچہ اخبار "سیاست" (۱۸ اکتوبر) میں "مسلمانان سرحد کا عظیم الشان اجتماع" کے عنوان سے کوہاٹ کے ایک جلسہ کی روئداد شائع ہوئی ہے جسمیں یہ ریزولیوشن پاس کیا گیا ہے کہ:۔

"مسلمانان سرحد کا یہ جلسہ تاجدار افغانستان کے برخلاف قادیانی پروپیگنڈا کو نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے گورنمنٹ آف انڈیا سے اس کے بند کرنے کی التجا کرتے ہیں۔"

ان الفاظ سے جہاں التجا کرنے والے مسلمانوں اور اس التجا کو شائع کرنے والے اخبار "سیاست" اور "زمیندار" کی حد درجہ کی بے غیرتی کا ثبوت ملتا ہے۔ وہاں یہ بھی ظاہر ہے کہ ان لوگوں کی فطرتیں بالکل مردہ ہو چکی ہیں۔ اور انہیں ظالم اور مظلوم میں تمیز کرنے کی قطعاً طاقت نہیں رہی۔ ہم "گورنمنٹ آف انڈیا" پر وہ الزام نہیں لگاتے جو "سیاست" اور "زمیندار" لگاتے ہیں۔ اور جن کا مختصر ذکر اوپر آ چکا ہے۔ بلکہ اس کے احکام کی اطاعت ضروری سمجھتے ہیں۔ اور اس سے اپنی حفاظت اور دیگر مفاد کے لئے امداد طلب کرنا اپنا حق جانتے ہیں اس لئے اگر ہم اسے کسی معاملہ کی طرف توجہ دلائیں۔ تو کسی معقول پسند انسان کو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا لیکن وہ لوگ جو اس سلطنت کی اطاعت کرنا ضروری نہیں سمجھتے جن کے نزدیک یہ حکومت مرکز خلافت کو تباہ و برباد کرنیوالی ہے۔ جو مولد و ماوائے اسلام کی بے حرمتی اور بے آبروئی کی مرتکب ہو چکی ہے۔ جو مرکز خلافت کی قوت و طاقت اور جزیرۃ العرب کی عزت و حرمت کا شیرازہ درہم برہم کرنیوالی ہے۔ اس سے کسی قسم کی "التجا" کرنا حد درجہ کی بے غیرتی اور بے حمیتی نہیں تو اور کیا ہے۔ ہمیں دول یورپ کو کابل کے ظلم کی اطلاع دینے پر بے غیرتی کا طعنہ دینے والے اور اسلام کے خلاف کرنے کا الزام لگانے والے بتائیں کہ حکومت برطانیہ سے ان کی گذشتہ "التجائیں" چھوڑ کر ان کی یہ تازہ "التجا" کس غیرت اور حمیت کے مطابق ہے۔ اور کیا جس اسلام کا انہیں دعویٰ ہے۔ اس کا یہی حکم ہے۔ کہ جس حکومت کو تم دنیا میں سب سے زیادہ اسلام کو نقصان پہنچانے والی اور مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کرنے والی سمجھو۔ اسی کے آگے ناک رگڑو اور التجائیں کرو۔ کوئی تھوڑی سی غیرت رکھنے والا انسان بھی یہ پسند نہیں کرتا۔ کہ اپنے دشمن سے کسی قسم کی "التجا" کرے۔ وہ جان تک دے دینا گوارا کرے گا۔ مگر دشمن کے احسان کا زیر بار ہو کر زندہ رہنا پسند نہ کرے گا لیکن ان "غیرت مند" مسلمانوں کو دیکھو۔ جو منہ پھاڑ کر جماعت احمدیہ کے اس امام پر بے غیرتی کا الزام لگاتے تھے۔ جس نے اسلامی غیرت اور حمیت کو اپنے ہر ایک قول و فعل سے زندہ کیا۔ اور ایک ایسی باغیرت جماعت کا پیشوا ہے۔ جس کی نظیر صفحہ دنیا پر نہیں مل سکتی۔ وہ اس حکومت سے "التجا" کرتے ہوئے ذرا بھی شرم محسوس نہیں کرتے۔ جو ان کے نزدیک نہ صرف ان کی اور ان کے ملک کی دشمن اور بدخواہ ہے۔ بلکہ اسلام اور شعائر اسلام کی دشمن اور انہیں تباہ و برباد کرنیوالی ہے۔ لیکن باوجود اس کے وہ اس سے التجاؤں پر التجائیں کرتے نہیں تھکتے۔ اور اس میں ذرا بھی شرم و ندامت محسوس نہیں کرتے۔ اور پھر ستم یہ کہ بے غیرتی کا الزام دوسروں پر لگاتے ہیں۔

کیا یہ اس امر کا ثبوت نہیں ہے کہ ایسے لوگ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ وباؤ بغضب من اللہ کے پورے پورے مصداق بن گئے ہیں۔ اور انسانیت اور شرافت کے احساسات اور جذبات سے یکسر خالی ہو چکے ہیں۔ ان کے نزدیک اس قسم کی "التجا" بے غیرتی اور بے حمیتی نہیں۔ جسے آج تک ساری دنیا بے غیرتی قرار دیتی چلی آئی ہے۔ یعنی جسے

اپنا دشمن سمجھا جائے۔ اسی سے "التجا" کیجائے۔ اور التجا بھی یہ ۔ کہ ظلم وستم کے خلاف فریاد کرنے والوں کی آواز بند کر دیجا جائے۔ اور انہیں روک دی جائیں کیونکہ ظالم کو ظالم کہنا اور دوسروں کو اس کے ظلم سے اطلاع دینا بے غیرتی ہے۔ دنیا ہمیشہ ظالم کے ظلم پر اظہار رنج و ملامت کیا کرتی ہے۔ اور اسی اصل کے ماتحت نہ صرف غیر مسلم دنیا نے کابل کی اس جفاکاری کو نہایت نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھا۔ اور اس کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔ بلکہ سوائے چند ایک ضمیر فروش اور مطلب پرست اخبارات کے جن میں "زمیندار" اور "سیاست" ایک دوسرے سے گوئے سبقت لے جانے کی سب سے زیادہ کوشش کر رہے ہیں۔ اور سوائے ان ملانوں کے جن سے خدا تعالےٰ نے انکی بدکرداریوں کی وجہ سے بھلائی اور خیر کی ساری طاقت سلب کر لی ہے۔ اور جو علمائھم شرّ من تحت ادیم السماء کی پیشگوئی کو پورا کر رہے ہیں۔ مسلمانان ہند کے نہایت معزز اور اہل علم طبقہ نے اور نہایت موقر مسلمان اخبارات و رسائل نے حکومت کابل کے اس فعل کو اسلام کے روشن چہرہ پر سیاہ دھبہ قرار دیا ہے اور بڑے زور اور قوت سے اس کے خلاف آواز اٹھائی ہے لیکن اخبار "زمیندار" اور "سیاست" کی یہ کوشش ہے۔ کہ دنیا ان کی ہم نوا ہو کر ظالم کی تائید اور حمایت کرے۔ اور اسی مقصد کے حصول کے لئے وہ "گورنمنٹ آف انڈیا" سے یہ "التجا" کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ "قادیانی پراپیگنڈا" کو بند کیا جائے۔ تاکہ دنیا اس شرمناک ظلم کی حقیقت سے آگاہ نہ ہو سکے۔ کیا انہیں اپنی اس ذلیل اور شرمناک روش پر کسی قسم کی ندامت محسوس نہ ہوگی۔

حضرت اقدس کیطرف سے اسٹر ہوٹل لنڈن میں چاء کی دعوت

۲۸ ستمبر ۱۹۲۴ء کو چار بجے حضرت اقدس نے بانیان مذہبی کانفرنس اور مختلف مذاہب کے نمائندوں اور لیکچراروں اور لنڈن کے بعض معززین کو چاء پر بلایا تھا۔ اس دعوت میں ۱۷ آدمی شریک ہوئے۔ جن میں سے بعض مشہور آدمی حسب ذیل ہیں۔ بشپ جین کرنل ڈگلس۔ ایچ برونز اسسٹنٹ ایڈیٹر ٹائمز۔ کرنل ہیز مین پولیٹیکل سکرٹری وزیر ہند۔ عبداللہ یوسف علی آئی سی۔ ایس۔ سر آرنلڈ سرداس۔ مسٹر سین (انڈیا آفس) لارڈ ہیڈلے۔ پنڈت شام شنکر مس ہیک۔ روح افغان (نبیرہ عبدالبہا) مسٹر بیون۔ (سابق عبداللہ کوئلم) مسز ڈاکٹر ٹی سلور (کولمبو) لیڈی برام فیلڈ۔ مسٹر ایچ ڈی واٹسن۔ مسٹر لوفٹس ہیر سکرٹری کانفرنس۔ مس شارپل اسسٹنٹ سکرٹری۔ لیڈی سین وس سین وغیرہ معززین شریک تھے۔ گویا ہر مذہب و ملت کے لوگ تھے۔ اور مختلف معززین آکر حضرت سے ملتے تھے۔ اور مختلف قسم کی گفتگوئیں کرتے تھے میں اس دعوت کے بعض ریزے پیش کرتا ہوں۔ ایک جرمن نے آکر حضرت سے حسب ذیل گفتگو کی بعد ابتدائی مراسم ملاقات۔

جرمن :۔ کیا آپ امریکہ تشریف لے جائینگے (حضرتؐ) لوگ چاہتے ہیں۔ کہ میں وہاں جاؤں۔ مگر میرے پاس وقت نہیں کہ میں نہیں جاسکتا۔

جرمن :۔ عیسیٰ کی قبر کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے (حضرتؐ) خیال کیا مجھے یقین ہے۔ کہ وہ کشمیر میں ہے۔

جرمن :۔ کیا آپ نے اس قبر کو دیکھا ہے (حضرتؐ) ہاں میں نے اس قبر کو دیکھا ہے۔ اور مجھے یقین ہے۔ تاریخی شہادت اس کی موید ہے۔ کہ وہ حضرت عیسیٰ ہی کی قبر ہے۔

جرمن :۔ خواجہ کمال الدین صاحب کیا احمدی ہیں (حضرتؐ) خواجہ کمال الدین نے بانی سلسلہ کی بیعت کی تھی۔ اور خلیفہ اوّل کی بھی بیعت کی تھی۔ وہ اپنے آپ کو احمدی کہتے تھے۔ اور اب بھی ہندوستان میں احمدی ظاہر کرتے ہیں۔ مگر وہ خلافت احمدیہ کی وجہ سے الگ ہو گئے ہیں۔

جرمن :۔ کیا کشمیر کی قبر کے متعلق کسی آرکیالوجسٹ نے بھی لکھا ہے (حضرتؐ) یہ مجھے معلوم نہیں۔

اسی اثناء میں کرنل ہیز مین صاحب پولیٹیکل سکرٹری وزیر ہند آگئے۔ اور یہ سلسلہ کلام یہیں ختم ہو گیا۔ جرمن محقق دیر تک چودہری فتح محمد صاحب سے اسی مضمون پر باتیں کرتا رہا۔

کرنل ہیز مین :۔ آپ روم میں ٹھہرے تھے۔ کیا کسی بڑے کیتھولک سے بھی ملاقات ہوئی۔

حضرتؐ :۔ میں نے سب سے بڑے کیتھولک پوپ سے ملنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر چونکہ ان کے مکان کی مرمت ہو رہی تھی۔ اور انہوں نے دو ہفتہ تک ملاقاتوں کا سلسلہ بند کر دیا ہوا تھا۔ اس لئے ملاقات نہ ہو سکی۔

اس وقت چاء کے لئے حاضرین کو کہا گیا۔ اور حضرت اقدس مہمانوں کے ساتھ چاء کے کمرہ میں تشریف لے گئے اور قریباً آدھ گھنٹہ تک چاء نوشی کا سلسلہ جاری رہا۔ بعد میں حضرت اقدس نے ایک مختصر سی تقریر انگریزی میں کی اس تقریر کے وقت حضرت مسکرا رہے تھے۔ اور حاضرین بھی اس ذوق آفرین تقریر کے مزے لے رہے تھے۔

آج کے مہمانوں کے شکریہ اور کانفرنس کے بانیوں اور ڈیلیگیٹوں کے شکریہ کے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ مذہب کے بغیر اخلاق درست نہیں ہو سکتے۔ اور اخلاق کی درستی کے بغیر عالمگیر صلح نہیں ہو سکتی ہے۔ نیز آئندہ کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے آپ نے اشارہ کیا۔ کہ ایک مقررہ مضمون ہونا چاہیئے جس پر ہر مذہب کے لوگ اپنی مذہبی کتاب سے بیان کریں۔ برٹش پریس کا بھی آپ نے شکریہ کیا۔ جس نے اس کانفرنس کو کامیاب بنانے میں مدد دی۔ حضرتؐ کی اس تقریر کے بعد سر ڈینیزن راس چیرمین کانفرنس کھڑے ہوئے۔ اور انہوں نے کہا

اگرچہ ہز ہولی نس نے کہا ہے۔ کہ میں ٹوٹی پھوٹی زبان میں تقریر کرتا ہوں۔ مگر سچ یہ ہے۔ کہ آپ کی زبان نہ صرف ٹوٹی پھوٹی نہ تھی۔ بلکہ ویسی ہی تھی۔ جو ہم بولتے ہیں۔ ہم سب نے اسے سنا۔ اور سمجھا۔ اور اس کو سن کر محظوظ ہوئے ہیں۔

آئندہ مذہبی کانفرنس کے لئے جو تحریک اور تجویز آپ نے کی ہے۔ وہ نہایت ہی اعلےٰ درجہ کا خیال ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ ہز ہولی نس اور آپ کے متبعین کے ہم بہت ہی شکر گذار ہیں۔ کانفرنس کی کامیابی میں آپ کا بہت بڑا دخل ہے۔ اگر قادیان سے ہم کو ہمت افزا جواب نہ ملتا۔ تو اس کام کے لئے ہمیں حوصلہ ہی نہ پڑتا۔ آپ نے نہ صرف حوصلہ افزا جواب دیا۔ بلکہ اتنا دور دراز کا سفر کر کے آپ تشریف لائے۔ اور آپ کی تشریف آوری کی وجہ سے کانفرنس کو بہت بڑی مدد ملی ہے۔ ہم یہ بھی خوشی سے محسوس کرتے ہیں۔ کہ ہز ہولی نس اور آپ کے متبعین نہایت باقاعدگی سے کانفرنس کے اجلاس میں موجود رہے ہیں۔ لنڈن میں یہ خوبصورت سبز پگڑیاں بہت دلچسپی اور توجہ کا موجب ہیں۔ اور جب یہ لوگ چلے جائیں گے۔ تو لنڈن ان کو مس کر کے افسوس کرے گا۔

حضرت کی تقریر اور سر راس کی تقریر پر چیرز کا ہونا لازمی امر تھا۔ اس کے بعد حاضرین کا فوٹو لیا گیا۔ اور حافظ روشن علی صاحب صوفی سے قرآن خوانی کے لئے حضرت کی خدمت میں بعض لوگوں نے درخواست کی۔ چنانچہ انہوں نے سورہ والشمس کی تلاوت کی۔ اور اس کے بعد مزید درخواست پر حافظ کی بھی غزل سنائی۔ اس کے بعد مہمان رخصت ہوئے۔ اور حضرت کو لنڈن فیلڈ لیکچر کے لئے جانا تھا۔ اس لئے خدام اور آپ وہاں کو روانہ ہو گئے۔ آپ موٹر پر تشریف لے گئے۔ اور خدام بذریعہ ریل پہونچے۔

اس لیکچر کے تفصیلی حالات اور دیگر کوائف انشاءاللہ آئندہ تحریر کئے جائینگے۔

خاکسار

یعقوب علی۔ عرفانی۔ (از لنڈن)

لنڈن میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ہندوستانی طلباء سے مکالمہ

مسلمان ہندوستانی طلباء نے حضرت خلیفۃ المسیح کو دو مختلف اوقات میں چاء پر بلایا تھا۔ ۲۰ ستمبر کو حضرت کی طرف سے ان کو چاء پر بلایا گیا۔ چنانچہ چار بجے بہت سے نوجوان تشریف لائے۔ اور چاء نوشی کے بعد نیر صاحب نے ۲۳ ستمبر ۱۹۲۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے مضمون پڑھے جانے کا اعلان کیا۔ اور یہ بھی ظاہر کیا۔ کہ اگر آپ حضرت خلیفۃ المسیح سے کوئی سوال اسلام کے متعلق اور سلسلہ کی خصوصیات کے متعلق کرنا چاہیں تو حضرت کو بہت خوشی ہوگی۔ اور آپ جواب دینگے۔ اس اعلان نے طلباء میں ایک خاص تحریک پیدا کر دی۔ اور حضرت کے گرد جمع ہوگئے۔ اس تقریب پر نیوز ایجنسی نے اپنے فوٹوگرافر کو بھیجا ہوا تھا۔ جس نے مختلف فوٹو لئے ایک فوٹو لیگاس کے دو دوستوں کا بھی حضرت کے ساتھ لیا گیا۔ اور ایک فوٹو حضرت کا مبلغین افریقہ اور لیگاس کے دوستوں کے ساتھ ہوا۔ ہندوستانی طلباء کے حلقہ میں حضرت صاحب تشریف فرما تھے۔ اور سلسلہ سوال و جواب شروع ہوا۔ اسی سلسلہ میں خلیفہ عبدالحکیم صاحب جو حیدرآباد دکن کی عثمانیہ یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ اور یہاں خاص طور پر اپنی تعلیمی ترقی کے لئے آئے ہوئے ہیں سے بھی گفتگو ہوتی رہی۔ خلیفہ عبدالحکیم صاحب مرحوم خلیفہ رجب الدین صاحب لاہوری کے بھتیجے ہیں۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب کے رشتہ دار۔ وہ اکثر آتے رہتے ہیں۔ اور گھنٹوں بیٹھتے ہیں۔ علوم جدیدہ کی روشنی میں وہ ایک آزاد خیال گریجوایٹ ہیں اور کچھ شک نہیں۔ مکالمہ کا بھی انہیں بہت شوق ہے انہوں نے بھی اس تبادلہ خیالات میں بہت حصہ لیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے نہایت فراخ دلی سے ان کے سوالات کا جواب دیا۔ خلیفہ عبدالحکیم صاحب کا طرز کلام اکثر استہزار کا رنگ اختیار کر لیتا تھا۔ مگر حضرت اقدس مسکراتے ہوئے چھوٹے سے فقرہ میں اس کا ایسا جواب دیتے تھے۔ کہ جو مسکت اور معنی خیز ہوتا۔ جیسا کہ سوال و جواب سے معلوم ہو جائیگا۔ دوسرے نوجوان نہایت آزادی اور ادب کے ساتھ سوالات کرتے۔ اور جواب پاتے تھے۔ یہ سلسلہ بہت دیر تک جاری رہا۔ یہاں تک کہ رات کے کھانے کا وقت ہوگیا۔ حضرت نے ان دوستوں کو جو موجود تھے۔ اور اس وقت تک گفتگو کے سلسلہ میں مصروف تھے۔ کھانا کھا کر جانے کے لئے کہا۔ اور سب نے ملکر کھانا کھایا اس سلسلہ گفتگو کو درج کرتے ہوئے میں صرف خلیفہ عبدالحکیم صاحب کا نام لکھوں گا۔ (عرفانی)

غیر مسلم حکمرانوں کی فرمانبرداری

ایک طالب علم۔ میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کو غیر مسلم حکمران قوم کا کس حد تک قائل ہونا چاہیئے؟

حضرت اقدس:۔ میں اس سوال کا جواب دینے سے پہلے آپ سے اصولی طور پر ایک بات پوچھتا ہوں۔ ممکن ہے اس اصول ہی میں اس کا جواب سمجھ آ جائے۔ آپ یہ بتائیں۔ کہ اگر مسلمان حکومت ہو۔ تو مسلمانوں کو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کس حد تک کرنی ضروری ہے۔

طالب علم:۔ جب تک وہ مسلمان حکومت درست رہے۔ عدل و انصاف کے قوانین پر عمل کرے۔ اور رعایا کے حقوق کی حفاظت کرتی رہے۔ اس کا وفادار رہنا ضروری ہے۔ اگر وہ ان باتوں کو چھوڑ دے اور غلطیاں کرے تو نہیں۔

حضرت اقدس:۔ بہت ٹھیک ہے۔ جب تک وہ نیک رہے اس وقت تک اطاعت اور فرمانبرداری ضروری ہے۔ تو یہی اصول حکومت کی اطاعت کی حد کا ہوگیا۔ اسمیں مسلم اور غیر مسلم کی کیا قید رہی۔

طالب علم:۔ آخر وہ مسلمان ہیں۔

حضرت اقدس۔ آپ نے جب یہ اصل قائم کیا۔ کہ جب تک مسلمان حکمران نیک کام کریں۔ ان کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ تو پھر اس اصل کو مخصوص تو نہیں کر سکتے کہ یہ صرف مسلمانوں کے متعلق ہے۔ اور غیر مسلم کی حکومت اگر عدل و انصاف بھی کرے۔ تو انکی اطاعت نہ کی جائے۔ حکومت میں اپنے پرائے کا سوال نہیں ہوتا بلکہ حقوق اور رعایا کا سوال ہوتا ہے۔ دیکھو اس ملک میں انگریزوں ہی کی حکومت ہے۔ مگر کیا انگریز اس وجہ سے خوش ہو جائینگے۔ کہ ہمارے بھائی حکمران ہیں؟ نہیں بلکہ وہ اپنے حقوق مانگیں گے۔ آئرلینڈ کا قضیہ آپ کے سامنے ہے۔ تو حکومت میں جو سوال معرض بحث میں آتا ہے۔ وہ رعایا کے حقوق کا سوال ہوتا ہے۔

طالب علم۔ انگریزوں کا غیر ہونا تو آپنے بھی تسلیم کر لیا ہے کیونکہ آپ ان کو دعوت اسلام دیتے ہیں۔ جب ان کے سامنے اسلام پیش کیا جاتا ہے تو وہ غیر ہوئے۔

حضرت اقدس۔ دعوت اسلام تو ہمارا فرض ہے۔ ہم مسلمانوں کو بھی دعوت دیتے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ حکومت کے ساتھ اس بات کا کوئی تعلق نہیں۔ سوشل حقوق الگ ہوتے ہیں۔ مذہبی الگ۔ اور حکومت کے الگ۔ اور ان میں جدا جدا احکام ہوتے ہیں۔ دیکھو انسان مختلف جوارح اور اعضاء کا مجموعہ ہے۔ ہاتھ پاؤں وغیرہ سب کے سب مجموعی طور پر ایک حیثیت رکھتے ہیں۔ مگر ان کے کام الگ الگ ہیں۔ اسی طرح سوشل اور پولیٹیکل معاملات کا بھی ایک جدا جدا دائرہ ہے۔ اگر ہم ان کو ملا کر بحث کرینگے۔ تو غلط راستہ پر جا پڑینگے۔ ہر ایک دائرہ کے اندر رہ کر غور ہو سکتا ہے۔ گورنمنٹ اور رعایا کے متعلق جو احکام ہیں ان کو اسی نظر سے دیکھو۔ سوشل اصولوں پر اسے نہ پرکھو۔ یا کسی اور لفظ خیال سے اسپر بحث نہ کرو۔ آپ نے خود ایک اصل بتایا ہے کہ حکومت جب تک نیکی کے کام کرتی ہے۔ رعایا کی خبرگیری انصاف اور عدل کے اصولوں پر ہوتی ہے۔ اور ان کے حقوق محفوظ ہیں۔ تو ایسی حکومت کی اطاعت اور اس سے وفاداری کرنی چاہیئے۔ پس جب تک حالات میں تغیر نہ ہو۔ اس اصل کو کیوں چھوڑا جائے۔ مذہب میں سیاست ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر جگہ سیاست کو دخل دیا جائے۔ احکام اسلامی میں یہ بھی ایک اصل ہے۔ کہ ان میں حالات کے بدلنے کے ساتھ استثنا ہو جاتا ہے۔ مثلاً وضو کرنے میں ہاتھ دھونا ضروری ہے۔ لیکن جس شخص کے ہاتھ ہی نہوں۔ اس کے لئے ہاتھ دھونا ضروری نہیں میں جہاں تک سمجھتا ہوں۔ آپکا یہ سوال اصل سوال نہیں۔ بلکہ آپکے دل میں جو سوال ہے۔ وہ یہ ہے کہ فارن حکومت کیوں حکومت کرتی ہے؟ (اسپر طالب علم مذکور نے کہا کہ ہاں اصل سوال یہی ہے) میں اس سوال کا بھی جواب اصولی طور پر دیتا ہوں آپ مانتے ہیں۔ اور یہ واقعہ ہے۔ کہ مسلمانوں نے بھی دوسروں پر حکومت کی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ ہوئے۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا اسوہ تھے۔ اور ان کے بعد اسلامی حکومت کا دائرہ اور بھی وسیع ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ ایران۔ مصر اور شام اور دور دور تک اسلامی حکومت پہنچ گئی۔ اب اگر کسی قوم کو کسی دوسری قوم پر حکومت کرنے کا حق نہیں۔ تو سوال ہوتا ہے کہ پھر مسلمانوں کو دوسروں پر حکومت کرنے کا کیا حق تھا؟ اور دوسری قوموں پر اسلامی حکومت کی بنیاد خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں پڑی ہے۔ اس لئے ہم یہ کہنے کے مجاز نہیں کہ یہ طریق غلط تھا اب فرض کرو۔ کہ اسلامی حکومت کے زمانہ میں عراق و شام کہتے کہ ہم تمہارے علاقہ میں نہیں رہتے۔ اور فرض کرو۔ کہ خالد اور ابوعبیدہ کی جگہ میں اور آپ ہوتے۔ اور ہم سے یہ سوال کیا جاتا کہ ہم آپ کے ماتحت نہیں رہنا چاہتے۔ آپ اپنے ملک کو چلے جائیں۔ تو ہمارا کیا جواب ہوتا۔ (اس موقعہ پر طالب علم مذکور سوچ میں پڑ گیا۔ لیکن خلیفہ عبدالحکیم صاحب بول اٹھے)

خلیفہ عبدالحکیم:۔ جو غریب یہ سکھاتا ہو۔ کہ تم خاص قسم کا کھانا کھاتے ہو ...

کو مفتوح کر لو۔ اور ان کو سکنڈری پوزیشن دو۔ جیسے انگریز ہندوستان میں ہیں۔ وہ غلامی پیدا کرتا ہے۔ مفتوح سے زیادہ ذلیل پوزیشن کسی کی نہیں ہوتی۔ اس کے تمام امور میں غلامی پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے اوڈوائر نے پیروں کو جمع کر لیا۔ اور وہ سب کے سب اس کے دروازے پر پہونچے۔ اور جس قسم کا ایڈریس اس نے چاہا دیدیا (یہ فقرے کچھ ایسے طور پر خلیفہ عبد الحکیم صاحب نے ادا کئے۔ جن سے طنز کا رنگ نمایاں تھا۔ حضرت نے ہنستے ہوئے فرمایا:-

ہم تو اس موقعہ پر نہ تھے۔ آپ کہتے ہیں ایسا ہوا شاید آپ ہونگے۔ آپ کے کہنے سے مان لیتے ہیں۔ پروفیسر صاحب پر اس کا ایسا اثر ہوا۔ کہ جھٹ بول اٹھے۔ نہیں نہیں میری مراد آپ سے نہیں تھی۔ اور آپ ان میں شریک نہ تھے:

حضرت:- یہاں تو اصول کا سوال ہے۔ اور اصولاً اس کو حل کرنا چاہئیے میں پوچھتا ہوں۔ کہ کسی وجہ سے کسی قوم نے حملہ کر کے دوسری کو فتح کر لیا۔ تو کیا آپ کے نزدیک ایسے اسباب ہو سکتے ہیں۔ کہ جس کو فتح کیا ہے۔ اس کو ہمیشہ مفتوح رکھے:

پروفیسر عبد الحکیم:- ایک قوم ہے۔ جو ہمیشہ تنگ کرتی ہے۔ گھروں پر آکر حملہ کرتی ہے۔ تو پھر ہماری قوم کا حق ہے۔ کہ سلف ڈیفنس حفاظت خود اختیاری کے طور پر اس کو مفتوح رکھیں میں ان جنگوں کو جو اسباب صداقت پر مبنی ہوں۔ جائز سمجھتا ہوں۔ امپیریل ازم کو جائز نہیں سمجھتا:

حضرت:- کیا ایسی صورت میں یہی جائز ہے۔ کہ ان پر قبضہ رکھا جاوے یا اسی قدر کافی ہے۔ کہ شکست دے دی جاوے:

عبد الحکیم:- جیسی ضرورت ہو۔ اس کے موافق عمل کیا جاتا ہے۔ جیسے جرمنی کے متعلق کیا گیا ہے۔ کابل کو فتح کرنا آسان ہے۔ مگر کابل پر حکومت مشکل ہے۔ یہ ایک ضرب المثل ہے:

حضرت:- خیر کابل کی حکومت کی مشکلات تو پہاڑی علاقہ کی وجہ سے ہیں۔ یہ بحث نہیں۔ آپ کے اس جواب سے یہ تو ثابت ہو گیا۔ کہ بعض اسباب اور وجوہ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ان کے ہوتے ہوئے مفتوح قوم کو دبائے رکھنا جائز ہے:

عبد الحکیم:- ہاں بشرطیکہ ان کو تباہ نہ کیا جائے:

حضرت:- کہاں تک دبایا جائے۔ اس کی حد بندی کون کرے گا۔ اور کون جج ہوگا:

عبد الکریم:- زبردست اپنا فیصلہ آپ کرتا ہے۔ اپنا جج آپ ہی ہوتا ہے۔ اس کا سوسائٹی میں کیا ہونا ہے۔

حضرت:- اگر یہ اصول درست ہے۔ تو آپ کے پوائنٹ آف ویو سے یہ سوال حل ہو گیا۔ انگریزوں نے اپنا فیصلہ آپ ہی کر لیا۔

عبد الحکیم:- نہیں یہاں تو موریلٹی کے پوائنٹ آف ویو سے دیکھا جاوے گا (اخلاقی نقطہ نگاہ سے)

حضرت:- موریلٹی کے پوائنٹ آف ویو میں بھی تو اختلاف ہے۔ تو جب اخلاقی نقطہ نگاہ مختلف ہوسکے ہیں۔ تو پھر کس پہلو پر فیصلہ ہوگا:

عبد الحکیم:- میں تو یونہی درمیان میں آگیا (یہ کہکر وہ خاموش ہو گئے۔ اور حضرت کا سلسلہ کلام پھر پہلے طالب علم سے شروع ہوا)

حضرت:- بہر پھر وہی سوال آگیا۔ کہ اگر حضرت ابوبکرؓ کا زمانہ ہو۔ اور غیر مسلم علاقے بغاوت کریں۔ اور کہیں۔ کہ ہم آپ کے ماتحت نہیں رہنا چاہتے۔ آپ کو کوئی حق نہیں۔ تو پھر آپ کیا ایڈوائز کریں گے (کیا مشورہ دینگے)

پہلا طالب علم:- جب وہ لوگ چاہیں۔ کہ ہم یہ حکومت نہیں چاہتے۔ تو ان کو چاہئے۔ کہ آزاد کر دیں۔ اور ان پر سے اپنی حکومت اٹھالیں:

حضرت:- تو اب یہ اصل قائم ہوا۔ کہ جب کوئی قوم اپنی غیر قوم حکمران کو کہے۔ کہ ہمارا علاقہ خالی کر دو۔ تو خالی کر دینا چاہیئے۔ اب ہم واقعات سے دیکھتے ہیں کہ ہمارے آباء و اجداد کا کیا عمل ہے؟ انہوں نے تو کسی علاقہ کو نہیں چھوڑا۔ اس اصل کو قایم کر کے اب آگے چلا لیجئے۔ (اس موقعہ پر طالب علم مذکور نے تو کوئی جواب نہ دیا۔ اور پھر پروفیسر عبد الحکیم صاحب نے دخل دیا)

عبد الحکیم:- جنرل تھیوری یہ ہے۔ کہ کسی قوم کا حق نہیں کہ دوسری قوم پر اپنی اغراض کے لئے حکومت کرے خواہ وہ قوم کوئی ہی ہو۔ ہاں اس کی اصلاح کے لئے حکومت کرے:

حضرت:- اس قوم کے ارادہ اور مرضی کے موافق یا اس کے خلاف:

عبد الحکیم:- اس کا فیصلہ مشکل ہے۔ حکومت کے افعال کو دیکھ کر کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ فعل جائز ہے یا ناجائز:

حضرت:- جب فیصلہ مشکل ہے۔ تو جائز ناجائز کا فیصلہ کون کرے گا۔ جس حکومت کو کہا جاوے۔ کہ ناجائز ہے۔ اس کا ہر فعل ناجائز ہوگا:

کیا ہندوستانی حکومت کے قابل ہیں؟

عبد الحکیم:- اصل بات یہ ہے۔ کہ کیا آپ ہندوستانیوں کو حکومت کے قابل سمجھتے ہیں:

حضرت:- مجھ سے جو سوال ہوا ہے۔ میں نے اس کا جواب بارہا دیا ہے۔ کل کے خطبہ جمعہ میں بھی اس سوال کا جواب آگیا ہے۔ میں نے ہمیشہ کہا ہے۔ اور انگریزوں کو کہا ہے۔ کہ یہ خیال غلط ہے۔ کہ ہندوستانی حکومت کے قابل نہیں میں نے اس سوال پر غور کیا ہے۔ اور میں اس کے دلائل لکھتا ہوں۔ کہ ہندوستانی ہندوستانیوں پر حکومت کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر یہ سوال ہو۔ کہ ہندوستانی فرانس یا انگلستان پر حکومت کر سکتے ہیں۔ تو ہم کہیں گے ہرگز نہیں۔ لیکن یہ سوال ہی غلط ہے۔ کہ ہندوستانی ہندوستان پر حکومت کر سکتے ہیں یا نہیں۔ ہر ایک ملک کے باشندے اپنے ملک پر حکومت کر سکتے ہیں۔ کیا افغان افغانستان پر حکومت نہیں کرتے۔ کیا وہ ہندوستانیوں سے زیادہ تعلیم یافتہ ہیں۔

آپ نے خوشامد پر بہت زور دیا ہے (خلیفہ عبد الحکیم نے اپنی تقریر میں یہ بھی کہدیا تھا۔ کہ گورنمنٹ کی خوشامد کیجاتی ہے۔ اس کی طرف اشارہ ہے۔ عرفانی) کسی وجہ سے آپ کا یہ خیال ہوگا۔ ہم تو کسی کی خوشامد نہیں کرتے۔ خواہ وہ کوئی ہو۔ ہم نے گورنمنٹ کو ہمیشہ اس کی غلطیوں سے آگاہ کیا ہے اور صاف صاف کھلے الفاظ میں اس کو بتایا ہے۔ ہمارے ایڈریس اس پر شہادت دیتے ہیں اور تمام افسروں کو معلوم ہے۔ کہ ہم نے ہمیشہ ان کی غلطیاں ظاہر کی ہیں۔ خوشامد وہ شخص کرے۔ جس کو گورنمنٹ سے کچھ لینا ہو۔ ہم تو ان کو سلام کرنے کے لئے بھی نہیں جاتے۔ اور کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا۔ کہ ہم نے کبھی کسی قسم کی خواہش ان سے کی ہو۔ میں اگر کبھی کسی سے ملا ہوں۔ تو میری غرض بعض ان غلط فہمیوں کو دور کرنا ہوئی ہے۔ جو ملکی مفاد اور ملکی امن کے خلاف ہوتی ہیں نہ کوئی ذاتی غرض۔ آپ لاہور کے رہنے والے ہیں۔ اور آپ کے خاندان کے لوگ اس بات کو اچھی طرح جان سکتے ہیں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ ہم نے کوئی فائدہ اٹھایا ہو یا اس کی خواہش کی ہے:

عبد الحکیم:- کیا آپ کا وفد لارڈ ریڈنگ کے پاس گیا تھا:

حضرت:- ہاں:

عبد الحکیم:- کیا غرض تھی:

حضرت:- اس کے لئے ہمارا ایڈریس واضح ہے۔ ہم نے اس کو بتایا تھا۔ کہ ہم کو اپریشئیٹ کر سکتے ہیں اور ان کو ان غلطیوں سے بھی آگاہ کرنا تھا۔ جو حکومت کی طرف سے ہوتی ہیں:

عبد الحکیم:- مطلب یہ ہے۔ کہ آپ ریڈنگ کے پاس گئے۔ اور اس کو رعایا پرور اور حریت پرور کہتے ہیں:

حضرت :- آپ نے یہ کہاں سے نکالا ہے ۔ کہ ہم حربی پروں کہتے ہیں ۔ یا اس قسم کے اور الفاظ استعمال کرتے ہیں ۔ ہمارا ایڈریس موجود ہے ۔ بغیر دیکھے اور معلوم کرنے کے ایک بات کہنا ۔ جس کی اصلیت نہ ہو ۔ پسندیدہ بات نہیں ہوتی ؛

عبدالحکیم :- آپ نے پبلک کی شکایتوں کا بھی ذکر کیا ہے ؟

حضرت :- میں تو ابھی کہہ چکا ہوں ۔ کہ ہمیشہ ہم نے حکومت کی غلطیاں ظاہر کی ہیں ۔ اور اسی ایڈریس میں موجود ہیں ؛

عبدالحکیم :- میں نے پڑھا نہیں ؛

حضرت :- پھر بغیر پڑھنے کے اس قسم کے اعتراض درست نہیں ہیں ۔ ہم کسی انسان کی خوشامد نہیں کر سکتے ۔ اور حقیقت کے اظہار سے کوئی چیز ہم کو روک نہیں سکتی ۔ ابھی اڈوائر کے مقدمہ میں شہادت کا سوال تھا ۔ ہم نے صاف کہدیا تھا ۔ کہ ہم ڈائر کی غلطیوں کا بھی اظہار کریں گے ۔ غرض ہم نے کسی موقعہ پر اظہار حقیقت سے پرہیز نہیں کیا ہے ؛

عبدالحکیم :- میں ایک دفعہ شملہ پر تھا ۔ وہاں ایک احمدی نے کہا تھا ۔ کہ گورنمنٹ کی وجہ سے ہم مسلمانوں سے پناہ میں ہیں ؛

حضرت :- اگر واقعات ایسے ہوں ۔ تو پھر اعتراض کیا ہے ؛ اس موقعہ پر حضرت کو ان تکالیف کے تصور سے جو غیر احمدی احمدیوں کو دیتے ہیں ۔ جوش آگیا ۔ اور آپ نے پر جوش لہجہ میں فرمایا ۔ کیا آپ اس کو جائز سمجھتے ہیں کہ کسی احمدی کی لڑکی کو پکڑ کر گنجوں کو دیدیا جاوے ۔ کہ اس کو گانا سکھاؤ ۔ اور اس سے بڑھ کر کوئی ظلم اور بے حیائی ہو سکتی ہے ۔ کہ ایک عورت کی لاش کو قبر سے نکال کر کتوں کے سامنے پھینک دیا ۔ اور بعض اخباروں نے اس فعل کی تحسین کی ۔ اور کسی مسلمان سے نہ ہو سکا ۔ کہ ان پر اظہار افسوس کرتا ۔ اختلاف کے سوال کو چھوڑ کر یہ کیسی بے رحمی اور بد اخلاقی ہے ۔ اسی رمضان میں ایک شخص کو پانی تک لینے نہ دیا ۔ اور سخت دکھ دیئے ۔ اور پکڑ کر بند کر دیا کہ وہ اپنی شکایت بھی نہ کر سکے ۔

قصور میں ہماری جماعت کو جس طرح پر دکھ دیا گیا ۔ وہ ایک تازہ مثال ہے ۔ آئے دن مختلف مقامات پر مسلمان محض اختلاف کی وجہ سے ہماری جماعت کو تکلیف دیتے ہیں ۔ پھر ان حالات میں اگر اس نے یہ کہا ۔ تو کیا غلط ہے ؛

عبدالحکیم :- حالات اس قسم کے ہیں ۔ تو آپ کا اور آپ کی جماعت کا یہ فرض ہے ۔ کہ اپنی حفاظت اس طریق پر کریں ۔ مسئلہ خلافت کی وجہ سے بھی مخالفت ہوئی ہے ۔

سلطنت ٹرکی سے ہمدردی

حضرت :- خلافت کے سوال کے متعلق سن لو ۔ جب لکھنؤ میں خلافت کانفرنس کا پہلا جلسہ ہوا ہے تو مولوی عبدالباری صاحب نے مجھے دعوت دی اور بلایا ۔ میں نے دیکھا ۔ کہ میرے جانے سے کوئی فائدہ نہیں ۔ یہ لوگ کسی کی صحیح بات کو مان نہیں سکتے ۔ تاہم میں نے ایک رسالہ لکھا اور ایک وفد بھیجا ۔ رسالہ میں میں نے بتایا ۔ کہ خلافت ٹرکی کا سوال پیش نہ کیا جاوے ۔ کیونکہ مسلمانوں کے بعض فرقے اس کو نہیں مانتے ۔ سلطان ٹرکی کے سوال کو رکھا جاوے جس کے ساتھ ہر مسلمان کو ہمدردی ہے ۔ اور میں نے یہ بھی لکھا ۔ کہ ترکوں اور اسلام کے متعلق جو غلط فہمیاں یورپ و امریکہ میں پھیلائی گئی ہیں ۔ ان کو دور کیا جاوے ۔ میں نے خود اس کام کے لئے اپنی طرف سے مبلغ دینے کا وعدہ کیا ۔ جو ان غلط فہمیوں کو دور کریں ۔ اس وقت اس کی طرف کسی نے خیال نہ کیا ۔ لیکن بعد میں جب شیعہ اور اہل حدیث اور دوسرے لوگوں نے جو خلافت کے قائل نہیں مخالفت کی ۔ تو اب ان کے بعض لیڈر تسلیم کرتے ہیں ۔ کہ جو طریق میں نے بتایا تھا ۔ وہی صحیح تھا ۔ اور اب جس حالت میں یہ مسئلہ آگیا ہے ۔ وہ آپ کو معلوم ہے ۔ میں نے ہر موقعہ پر اپنی طاقت کے موافق مدد دینی چاہی ہے ۔ لیکن یہ ہم سے نہیں ہو سکتا ۔ کہ ہم مذہب کو قربان کر دیں ۔ مذہب کے لئے ہم ہر ایک قربانی کر سکتے ہیں ۔ مگر اس صداقت کو ہم نہیں چھوڑ سکتے ۔ جو خدا کی طرف سے آئی ہے ۔

حضرت کی اس تقریر کا بہت اثر ہوا ۔ اور پروفیسر عبدالحکیم صاحب کہنے لگے ۔ کہ یہ بالکل درست ہے ۔ میں جب قسطنطنیہ میں تھا ۔ اور سید امیر علی اور سر آغا خاں صاحب کی طرف سے خلافت کی تائید میں خیالات کا اظہار ہوا ۔ تو لوگ کہتے تھے ۔ کہ یہ خود تو خلافت کے قائل نہیں ؛

پہلا طالب علم :- میری سمجھ میں تو آپ کی پوزیشن آگئی ہے ۔ اور جو اعتراضات آپ پر ملک کی آزادی کے متعلق ہوتے ہیں ۔ وہ درست نہیں ۔ یہ بات بالکل صاف ہو گئی ہے ؛

مسلمانوں کو کافر کہنا

ایک طالب علم :- کہتے ہیں ۔ کہ آپ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں ؛

حضرت :- آپ عیسائیوں کو کافر کہتے ہیں ۔ تو کیا ان کا حق ہے ۔ کہ آپ کو مار دیں ؛

وہی طالب علم :- لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اسلام کا خلاصہ ہے ۔ پھر جب کوئی شخص کلمہ پڑھتا ہے ۔ تو احمدی اس کو کافر کیوں کہتے ہیں ۔

حضرت :- ایک بات میں آپ سے پوچھتا ہوں ۔ اگر کوئی شخص یہی کلمہ پڑھتا ہو ۔ مگر یہ کہے ۔ کہ میں موسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا وہ نعوذ باللہ مفتری تھے ۔ تو آپ اس کو کیا کہیں گے ؛

طالب علم ۔ کافر ہی ہوگا ؛ اس موقعہ پر پروفیسر عبدالحکیم صاحب نے سلسلہ کلام شروع کیا ۔ اور کہا ؛

عبدالحکیم :- اس میں ایک مغالطہ ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شریعت کو کامل کر گئے ۔ اور اب کوئی چیز دین کے لئے باقی نہیں ۔ اس لئے میں اس بات کے لئے مجبور نہیں ہوں ۔ کہ کسی دوسرے کو نبی یا نیک سمجھوں ۔ اگر کوئی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہو ۔ اور موسٰی کا غلام نہ ہو ۔ تو میرے خیال میں وہ مسلمان ہوگا ؛

حضرت :- آپکے خیال کو میں نہیں پوچھتا ۔ دوسرے مسلمان اس کو مسلمان نہیں مانتے ۔ اور نہیں مانینگے ۔ جو حضرت موسےٰ کا انکار کرے ؛

طالب علم : یہ بالکل درست ہے ؛

عبدالحکیم :- سارے قرآن میں یہ ذکر نہیں ۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول آئیگا ؛

حضرت :- یہ بحث تو الگ رہی ۔ کہ ذکر ہے یا نہیں ۔ لیکن فرض کرو ۔ کہ ایک شخص کا خیال ہے ۔ کہ رسول آئے گا ۔ تو اس کو کیا کہو گے ؛

عبدالحکیم :- کیا وہ شریعت کو مکمل سمجھتا ہے ؛

حضرت :- ہاں وہ مکمل سمجھتا ہے ۔ اور باوجود اس کے وہ مانتا ہے ۔ کہ ایک رسول آیا ہے ۔ یہ خیال غلط ہے یا صحیح مگر وہ مانتا ہے ۔ تو اس رسول کا جو انکار کرے ۔ اس کو وہ کیا کہے ۔ اور اس کا کیا حق ہے ؛

عبدالحکیم :- ہاں اس کا حق ہے ۔ کہ وہ نہ ماننے والے کو کافر کہے ؛

حضرت :- تو پھر معلوم ہوا ۔ کہ یہ سوال نہیں رہیگا کہ تم کیوں کہتے ہو ۔ بلکہ سوال یہ ہوگا ۔ کہ کہاں لکھا ہے ۔ کہ رسول آئے گا ۔ اس پر حضرت اقدس نے سورۃ اعراف کا تیسرا رکوع نکال کر پڑھا اور سوال کیا ۔ کہ اس میں یا بنی آدم کا جو خطاب ہے ۔ یہ کس زمانہ کے لوگوں کیلئے ہے ۔ پروفیسر عبدالحکیم صاحب نے کہا ۔ کہ وہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھے ۔ یا آئندہ آئیں گے ؛

حضرت :- بہت اچھا اب آگے چلئے ۔ چوتھے رکوع میں فرماتا ہے ۔ یٰبنی ادم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی ۔ اس میں کون لوگ مراد ہیں ؟

پروفیسر عبدالحکیم :- وہی جو موجود تھے۔ یا جو آئندہ ہونگے۔

حضرت ۔ پھر یہ آیت کیا ثابت کرتی ہے۔

پروفیسر عبدالحکیم ۔ اس آیت سے یہ بات ثابت ہے۔ کہ انبیاء آئینگے۔ میں نے جب اسکو پڑھا تھا تو یہی سمجھا تھا کہ رسول آئینگے۔

حضرت ۔ پھر قرآن مجید سے یہ تو ثابت ہے کہ رسول آئینگے اب جو شخص کسی رسول کو مانتا ہے کہ آ گیا۔ کیا اس کو یہ حق نہیں کہ اس کے نہ ماننے والوں کو کافر کہے۔

پروفیسر عبدالحکیم ۔ ہاں اس کا حق ہے۔

وہی طالب علم ۔ مگر میں نے مولوی محمد علی صاحب کے ترجمہ قرآن مجید میں یہ معنی نہیں پڑھے۔

حضرت ۔ اس کا مجھ سے کیا تعلق۔ میں تو آپ ترجمہ کرتا ہوں اور ترجمہ صاف ہے۔ میں مولوی محمد علی صاحب کی اتباع نہیں کرتا اور میں تعلی سے نہیں کہتا۔ بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ ان سے زیادہ عربی جانتا ہوں۔

پروفیسر عبدالحکیم (طالب علم کو مخاطب کر کے) اس آیت سے یہی ثابت ہے۔ اور اس میں بحث فضول ہے۔

پہلا طالب علم ۔ کیا پہلوں میں سے بھی کسی نے یہ معنے کئے ہیں۔ اور کسی کا ایسا عقیدہ ہے۔

حضرت ۔ یہ سوال معقول ہے۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم دکھائیں چنانچہ مولانا روم۔ ابن عربی۔ دیو بند کے مدرسہ کے بانی مولانا محمد قاسم اجرائے نبوت کے قائل ہیں۔

طالب علم ۔ مرزا صاحب پر کونسی کتاب نازل ہوئی۔

حضرت ۔ ہر رسول کے لئے کتاب شرط نہیں۔ شریعت کامل اور ختم ہو چکی ہے۔ پہلے ایسے رسول بنی اسرائیل میں آتے رہے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔

پروفیسر عبدالحکیم ۔ مگر حضرت مرزا صاحب تو اپنی رسالت کا انکار کرتے ہیں۔ ع من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب

حضرت ۔ یہ تو آپ کی رسالت کو ثابت کرتا ہے کہ میں ایسا رسول نہیں جو کتاب لایا ہو۔

عبدالحکیم ۔ نہیں وہ تو کہتے ہیں کہ رسول بھی نہیں اور کتاب بھی نہیں لایا۔

حضرت ۔ آپ کو واؤ عطف سے غلطی لگتی ہے۔ واؤ مخاطب کے لئے دلیل کے طور پر بھی آتا ہے۔ اور اس کا دوسرا مصرع پڑھو ہاں ملہم استم وز خداوند منذرم ۔ اور نذیر قرآن مجید میں رسول کے لئے آیا ہے۔

عبدالحکیم ۔ قرآن مجید کسی نبی کو کسی پر فضیلت نہیں دیتا۔

حضرت ۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے۔ تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض۔

عبدالحکیم ۔ قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے کہ مجھے کسی پر فضیلت نہیں۔

حضرت ۔ قرآن مجید آپ کے سامنے ہے۔ نکال کر دکھا دیں اور قرآن مجید آنحضرت صلعم کا کلام نہیں۔ یہ خدا کا کلام ہے۔

دوسرا طالب علم ۔ آپ مسلمان کو پھر کافر کہتے ہیں۔

حضرت ۔ لوگ کافر کے معنے کرتے ہیں کہ وہ جہنم میں چلا جائیگا۔ ہم یہ نہیں کہتے۔ یہ ہمارے اختیار کی بات نہیں۔ اس میں جہنم کا سوال نہیں۔ یہ خدا کا کام ہے۔ یہ ایک ریجیکٹ م ہے۔ وہ انکار کرتا ہے۔ اسلئے کافر کہلاتا ہے (حضرت نے حقیقۃ الوحی سے اس کے متعلق حوالجات دکھائے)

طالب علم ۔ کافر کی تشریح ہو گئی ہے۔ یہ درست ہے۔

(یہاں یہ گفتگو ختم ہو گئی اور پھر سیاسی گفتگو شروع ہو گئی)

سیاسی مسائل پر گفتگو

ایک ۔ ہم کس طرح اپنے حقوق حاصل کریں۔

حضرت ۔ ہمارا یہ طریق ہے کہ ہم قانون کے ماتحت اپنے حقوق لیتے ہیں اگر نہ لے سکیں۔ اور مذہبی مداخلت ہو۔ تو پھر اس ملک کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ یہ آسان طریق ہے۔ بلکہ میں کہتا ہوں [illegible] کوشش کرنی چاہیئے۔ اور جب تک لا (قانون) ہے۔ اس کا احترام کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر ایک دفعہ قانون شکنی کی عادت ڈال دوگے تو پھر قانون کا احترام اور اطاعت اٹھ جائیگی۔ جب وہ قانون درست نہ ہو۔ تو امن سے اس کے تبدیل کرانے کی کوشش کرو اگر کامیابی نہ ہو۔ تو اس سے باہر چلے جاؤ۔

طالب علم ۔ ہاں یہی درست طریق ہے۔

حضرت ۔ ہمارے خلاف دو قسم کا پریس کیمپین ہے۔ اول مسلمان ہمارے مخالف ہیں۔ دوم۔ ہندو مسلمانوں کی مخالفت کی وجہ سے بحیثیت مسلمان ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ اب آپ ہی بتائیں کہ ہم کیا طریق اختیار کریں۔ میں نے ہر موقعہ پر مسلمانوں کو صحیح مشورہ دیا ہے۔ اور مسلمانوں کے مفاد میں ان سے کوآپریٹ کیا ہے۔ مگر وہ خود فائدہ نہ اٹھائیں تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔ ابھی مسلم لیگ کے موقعہ پر جب انہوں نے مجھے دعوت دی تو میں نے اپنے خیالات کا اظہار تحریری طور پر کر دیا۔

طالب علم ۔ ہجرت کی جو تحریک ہوئی تھی۔ اس کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں۔

حضرت ۔ میں نے ہجرت کے موقعہ پر گورنمنٹ کو لکھا تھا کہ وہ اس میں کسی قسم کی مداخلت نہ کرے۔ اگر وہ روکیگی۔ تو پھر وہ ملک میں رہ کر بھی جنگ کر سکتے ہیں۔ مگر جو لوگ ہجرت کر کے گئے۔ نہ تو وہ کسی اصول اور قانون کو مدنظر رکھ کر گئے۔ اور نہ کسی کی سیادت میں گئے۔ ایک بے اصول جوش کے ماتحت یہ کام کیا گیا۔ جس کا نقصان بہت زیادہ ہوا۔ ہجرت والے اپنی جائدادیں نہایت ہی نقصان کے ساتھ بیچ کر چلے گئے۔ اور آگے کوئی خبر گیراں نہ ہوا۔ جس کا نتیجہ بے چینی ہوا۔ اور تکالیف میں مبتلا ہو کر ناکام واپس ہوئے۔ اور اس تحریک کی ناکامی نے اس کو بے اثر کر دیا۔ اگر یہ تحریک صحیح اصول پر آرگنائزڈ ہوتی۔ تو یقیناً مؤثر ہوتی۔

عبدالحکیم ۔ قوم کی قوم تو ہجرت نہیں کر سکتی۔ کانسٹیٹوشنل طریق پر آپ سے متفق ہوں۔

حضرت ۔ میں اس حد تک موافق ہوں۔ جو لاء کے خلاف نہ ہو ورنہ انارکی پیدا ہو گی۔ اور اس سے سخت نقصان ہوگا جس وقت تک یہ احساس رہے۔ کہ لاء کی تعمیل کرنا ہے اس وقت تک امن قائم ہے۔ اور امن کے ساتھ ہم ایسے قوانین کو جو نقصان رساں ہوں۔ تبدیل کرا سکتے ہیں۔

عبدالحکیم ۔ اگر قانون ایمان کے خلاف ہو۔

حضرت ۔ اگر ایسی حالت پیدا ہو جائے۔ تو ہمارا یہی ایمان ہے۔ کہ ملک سے باہر چلے جانا چاہیئے۔ اگر اس کو تبدیل نہیں کرا سکتے۔ پھر نکل جانے میں اس بات کی پروا نہیں کرنی چاہیئے کہ کھانے کو ملے گا یا نہیں۔

میں تو جماعت میں اسلام کے لئے ایک غیرت کی عملی سپرٹ پیدا کرتا ہوں۔ میری بیوی کا بھائی آیا۔ میں اس کے لئے شوق سے منتظر تھا۔ دروازہ کھولکر اسے دیکھا۔ کہ اس نے ٹوپی پہنی ہوئی ہے۔ مجھے اس سے رنج ہوا۔ کہ اس نے کیوں پہنی۔ تین دن تک میں اس سے نہیں ملا۔ جب تک کہ اس نے مجھے لکھ کر نہیں دیدیا کہ میں اسلام کے قومی کیریکٹر کا پابند رہوں گا۔ میں نے فیشن کی تقلید کرنے والوں کی اپنے کل کے خطبہ جمعہ میں مثال دی ہے۔ کہ وہ اس فیشن کے ایسے غلام ہیں۔ جیسے ایک کتا میم کے پیچھے پیچھے دوڑتا ہے۔

میں اپنی جماعت میں جو روح پیدا کر رہا ہوں۔ تم اسے سمجھو۔ تو تمہارے یہ خیالات نہ رہیں۔ میری جماعت میں کوئی شخص اپنے مقدمات کو عدالت میں نہیں لے جاتا۔ بلکہ شریعت کے فیصلے کے موافق قاضیوں سے طے کراتا ہے۔ اس پر ایک شخص نے طنزاً کہا کہ چماروں میں بھی ایسا ہی ہے۔

حضرت نے سن کر فرمایا۔ کہ یہ اس لئے ہے کہ تم ان سے عبرت سیکھو۔ جن کو تم چمار کہتے ہو۔ وہ اس معاملہ میں تم سے بہتر ہیں۔

(سب نے متفق ہو کر کہا کہ یہ بالکل درست ہے)

ایک طالب علم ۔ میں نے سنا ہے کہ انڈیا آفس والے آپ کو بلا کر پوچھتے ہیں کہ ہندوستان پر کیسے حکومت کریں ۔

حضرت ۔ یہ غلط ہے کہ مجھ سے یہ پوچھا گیا ۔

تعدد ازدواج

طالب علم ۔ ایک اور سوال کرتا ہوں ۔ قرآن شریف نے کہاں تک اجازت دی ہے کہ ایک سے زیادہ شادیاں کریں ۔

حضرت ۔ قرآن شریف نے چار تک حکم دیا ہے ۔ اگر عدل نہ کر سکے تو پھر ایک ہی کرے ۔ ہر ایک بیوی کو برابر باری دے ۔ اور برابر مال دے ۔ میں نے اپنی جماعت کے لئے حکم دیدیا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سے زیادہ شادی کرکے عدل نہیں کریگا ۔ تو میں اسکو سزا دونگا ۔ جو قومی بائیکاٹ ہوگا ۔

سوالی ۔ محبت برابر نہیں ہو سکتی ۔

حضرت ۔ کیا ایک شخص اپنے متعدد بچوں سے محبت کرتا ہے یا نہیں ۔ یہ خیال صحیح نہیں ۔ اپنے عمل سے انسان مساوات رکھ سکتا ہے ۔ اور میں اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ یہ عیش نہیں ۔ بلکہ ایک بہت بڑی قربانی ہے ۔ جبکہ وہ دوسری بیوی سے بھی ویسی ہی محبت کریگا ۔

سوال ۔ کیا یہ جائز ہے کہ عورت کا ولی یا اگر عورت بالغ ہو تو خود شادی کے وقت یہ شرط کرے کہ اس کا شوہر دوسری شادی نہ کرے گا ۔

حضرت ۔ ہمارے نزدیک یہ جائز ہے ۔

سوال ۔ لونڈیوں کی تو کوئی حد نہیں ۔

حضرت ۔ ہم اس کو جائز نہیں سمجھتے ۔

عبد الحکیم ۔ اب تک مکہ میں اس کا رواج ہے کہ لونڈیاں فروخت ہوتی ہیں ۔

حضرت ۔ اگر ہمارا اختیار ہو ۔ تو سب سے پہلے اس کو منسوخ کریں ۔ اگر وہ لونڈی کہدے کہ وہ جنگی قیدی نہیں ہے ۔ تو اسے حق ہے کہ اپنے حق کی بناء پر آزاد ہو جائے ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک قوم کو آزاد کردیا گیا تھا ۔

عبد الحکیم ۔ غلام کی کمائی کس کی ہوگی ۔

حضرت ۔ جس دن وہ آزاد ہو جاوے ۔ اس کی کمائی الگ ہو جائیگی ۔

قرآن مجید سے تو ثابت ہوتا ہے کہ جب وہ آزاد ہونا چاہے فوراً اسے آزاد کرنا چاہیئے ۔ اور اگر اس کے پاس روپیہ نہ ہو تو گورنمنٹ روپیہ دیکر آزاد کرائے ۔

عبد الحکیم ۔ تعدد ازدواج کے متعلق میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک عورت نے جب شادی کی ۔ تو اس کے شوہر کی ایک سو روپیہ آمدنی تھی ۔ اب اگر وہ چار کرلے ۔ تو اس کے حصہ میں پچیس روپیہ آئینگے ۔ کیا یہ اسپر ظلم ہوگا یا نہیں ؟

حضرت ۔ عورت اگر سمجھتی ہے کہ ظلم ہے ۔ تو اس کو اسلام نے خلع کرا لینے کا حق دیا ہے ۔ علاوہ ازیں کیا ایسے ساتھ ہی مرد کی ضروریات میں بھی کمی ہوگی یا نہیں ؟ اور پھر اگر ایک عورت کے ہی چار بچے ہو جائیں ۔ تو وہ رقم تقسیم ہو جائیگی یا نہیں ۔

عبد الحکیم ۔ معمولی آمدنی کا آدمی جب دوسری شادی کرتا ہے ۔ تو بچوں کے اخراجات میں بھی کمی ہو جاتی ہے ۔ اور ان بچوں پر ظلم ہوتا ہے ۔ اور اس خاندان کا کلچر کمزور ہو جاتا ہے ۔

حضرت ۔ اس کا جواب دو طرح ہے ۔ اول تو اگر بچے زیادہ ہو جائیں ۔ تو آپ کے اصول کے موافق اس کثرت سے ہی کلچر کمزور ہوگا ۔ اور پہلے بچے پر ظلم ہوگا ۔ اس لئے اولاد پر کنٹرول ہونا چاہیئے ۔ اور یہ طریق غلط ہے ۔

دوسرے اسلام نے تعلیم کا بار حکومت پر رکھا ہے ۔ حکومت کو یہ بار اٹھانا چاہیئے ۔ کیونکہ وہ بچے قومی طاقت کا جزو ہیں ۔

عبد الحکیم ۔ کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ تعلیم دلانا قوم کا حق ہے ۔

حضرت ۔ ہاں ۔

عبد الحکیم ۔ گورنمنٹ کو ٹیکس بڑھانے پڑینگے ۔ اور لوگ جب تعلیمی بوجھ سے اپنے آپ کو آزاد سمجھیں گے ۔ تو اولاد بڑھیگی ۔

حضرت ۔ گورنمنٹ پر تعلیمی بار سے یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ سب بوجھ اٹھائے ۔ بلکہ جس قدر والدین اٹھائیں ۔ ان پر ڈالا جائے باقی حکومت کو اٹھانا چاہیئے ۔ اور اس کے لئے اگر ٹیکس لگانے پڑتے ہیں تو وہ قوم کی مشترکہ ضروریات اور بہتری کے لئے ہیں ۔ انہیں ہرج کیا ہے ۔

عبد الحکیم ۔ میرا سوال حل ہو گیا ۔

مبلغین کا شادی کرنا

ایک شخص ۔ میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ آپ کے مشنری یہاں آکر شادی کریں ۔

حضرت ۔ میں مبلغین کے لئے یہ جائز نہیں رکھتا کہ وہ باہر جاکر شادی کریں ۔ کیونکہ اگر وہ روپیہ کمانے کے لئے جاتے تو ان کی بیوی کو یہ تسلی ہوتی کہ وہ روپیہ کما کر لائیگا ۔ لیکن جب وہ تبلیغ کے لئے آتا ہے ۔ تو اسکی بیوی اسکے اس نیک مقصد کے لئے خود بہت بڑی قربانی کرتی ہے اسلئے اگر وہ آکر شادی کرتا ہے تو وہ اس قربانی کی ہتک کرتا ہے ۔ جو اسکی بیوی نے کی ہے ۔ پس اسکو بھی قربانی کرنی چاہیئے ۔ اور میں نے یہ قاعدہ بنا دیا ہے ۔

سائل ۔ یہ بہت ہی اچھا قانون ہے ۔

ایک اور شخص ۔ اگر کوئی شخص ایک سے زیادہ شادی کرے اور پہلی بیوی کو شکایت ہو تو وہ کیا کرے ۔

حضرت ۔ میں اپنی جماعت میں اگر ایسا دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے اچھا اور برابر کا سلوک نہیں کرتا ۔ تو خواہ اسکی بیوی شکایت بھی نہ کرے ۔ میں دخل دیتا ہوں ۔ اور باز پرس کرتا ہوں ایک شخص نے ایسا کیا ۔ اور اس کی بیوی نے بھی شکایت نہیں کی تھی مگر میرے علم میں جب اس کا سلوک آیا ۔ تو میں نے فوراً اسپر نوٹس لیا ۔

تعدد ازدواج اور یتامیٰ

عبد الحکیم ۔ تعدد ازدواج کے سلسلہ میں ایک اور سوال ہے جہاں قرآن مجید نے اس کا حکم دیا ہے وہاں یتامیٰ کا ذکر ہے اس سے کیا تعلق ہے دوسرے مسلمانوں نے اسکو عام کس طرح کر لیا یعنی چار کی حد بندی کیونکر کی جس انداز میں قرآن نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ معین نہیں کیا ہے بلکہ غیر معین ہے ۔

حضرت ۔ بعض لوگوں نے یہ معنی بھی کئے ہیں کہ حد بندی نہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ حد بندی کر دی ہے اسلئے وہی معنی مقدم ہونگے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئے ہیں ۔

یتامیٰ کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے اسکے متعلق مثلاً حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص کو دس یتیم بچے مل گئے ۔ اگر اس کے اپنے اور بچے بھی ہوں ۔ تو ایک عورت کہاں تک خدمت کر سکیگی ایسے موقعہ پر ضروری ہے کہ وہ دوسری شادی کرے ۔ تاکہ سب کی خبر گیری ہو سکے ۔ یہ ایک صورت ہے دوسری صورت یہ ہے کہ خود ان یتامیٰ کی ماں سے شادی کرلے تاکہ وہ ان یتامیٰ کی خبر گیری میں پوری دلچسپی لے سکے ۔ کیونکہ ممکن ہے کہ پہلی بیوی کو انٹرسٹ نہ ہو ۔ تو یہ تعلق اور جوڑ اس آیت کا ہے ۔ اور اس سے مقصد یتامیٰ کی خبر گیری کی صورتوں میں سے ایک کثرت ازدواج ہے ۔

حضرت جابر کا واقعہ احادیث میں ہے کہ انہوں نے بڑی عمر کی عورت سے شادی کی ۔ اور آنحضرت نے دریافت کیا تو انہوں نے وجہ بتائی کہ میری بہنیں چھوٹی عمر کی تھیں ۔ یہ انکی خبر گیری کریگی ۔ غرض یتامیٰ کے ساتھ دوسری شادی کا تعلق ہے ۔ عام اسکو اسطرح پر کہ نیا کہ فانکحوا کو یا حکم قرار دینگے یا اجازت تو اس کے معنے یہ ہونگے کہ ایسی صورت میں حکم ہے ۔ دوسری صورت میں اجازت ۔

یتامیٰ کی حفاظت کے سوال کو مد نظر رکھ کر جب شادی ہوتی ہے ۔ تو عورت کا حق تلف نہیں ہوتا پھر اصل اختیار کی حالت سے اسلام کے اس حکم کے ماتحت کہ یتامیٰ کی حفاظت کے لئے شادی کر سکتا ہے ۔ اس سے حلت ثابت ہوتی ہے ۔

عبد الحکیم ۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ دوسری شادی کرنا سزا ہے ۔

حضرت ۔ سزا نہیں قربانی ہے ۔

عبد الحکیم ۔ کیا ایسے شخص کو جو گذارا نہ کر سکتا ہو ۔ اور وہ دوسری شادی کرے ۔ آپ سزا دینگے ۔

حضرت ۔ میں یہ ضروری نہیں سمجھتا کہ شادی کے لئے مجھ سے اجازت لی جاوے لیکن اگر میرے نوٹس میں ایسی بات آئے کہ وہ عدل نہیں کر سکتا یا حدود شرعیہ کو توڑتا ہے تو میں اسپر ایکشن لوں گا ۔

اشتہارات

سیل گزٹ اعلان فروخت مکان عالیشان ساخت نہایت عمدہ نما

ایک عالیشان مکان دو منزلہ بعمارت پختہ جو ایک کنال زمین میں ہے۔ جسکے اندر چاہ شیریں ہے۔ اور غربی جانب بارہ دری بالاخانہ نہایت وسیع معہ غسل خانہ و پاخانہ اور نیچے ایک دالان بغلوں میں دو کوٹھریاں آگے برآمدہ جس کے ستون پتھر کے خوشنما ایک باورچی خانہ و پاخانہ ڈیوڑھی و صحن کشادہ۔ شرقی جانب ایک بالاخانہ معہ غسل خانہ و پاخانہ و باورچی خانہ و صحن اور ایک کوٹھڑی۔ نیچے اس کے ایک نشست گاہ۔ دو کوٹھڑیاں معہ صحن و پاخانہ جنوبی جانب اس کے مویشی خانہ گرما و سرما کے کار آمد۔ غربی جانب بیرونی سڑک پر دو دکانیں۔ مکان کے تین طرف راستے مشرق میں پندرہ فٹ کی۔ اور مغرب میں ۳۵ فٹ کی سڑک۔ شمال میں ۵ فٹ کا کوچہ۔ مکان کے دروازے تینوں طرف ہیں۔ یہ مکان محلہ دار الفضل میں برلب سڑک واقع ہے۔ ۱۹۲۵ء میں تعمیر کیا گیا تھا۔ اب فروخت ہونے والا ہے۔ جو صاحب خریدنا چاہیں۔ خود آکر یا کسی اپنے معتبر موجودہ قادیان کی معرفت خط کریں۔ بعد پسندیدگی تین معتبروں سے قیمت کا فیصلہ کرا لیا جائے خط و کتابت پتہ ذیل سے کریں

ایڈیٹر اخبار فاروق قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

دنیا میں بے نظیر تحفہ حب اٹھرا اٹھرا کیا ہے

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہوں یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہو۔ اسکو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اور طب میں اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کیلئے مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ یہ ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بنکر بیارے بچوں سے خالی تھے۔ اور وہ مایوس انسان جو اولاد زندہ نہ رہنے کے باعث ہمیشہ رنج و غم میں مبتلا تھے۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت۔ اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا صحیح سلامت و مضبوط پیدا ہو کر طبعی عمر پانیوالا۔ والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک دل کی راحت ہوگا قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) شروع حمل سے اخیر رضاعت تک تقریباً ۶ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ جو ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ عہ لیا جائے گا۔

المشتہر

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

سرمہ نور

برسوں کی دھند۔ غبار۔ جالا۔ پھولا۔ ڈھلکے استعمال سے اور نظر کا تھک جانا۔ خارش وغیرہ دنوں کے استعمال سے دور ہو جاتی ہے۔ اور اس کا روزانہ استعمال آئندہ اچانک پیدا ہو جانے والی امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ (عہ)

جوارش عنبری

نہایت قیمتی و بے دلعزیز اجزاء یعنی

مشک خالص۔ ورق طلاء۔ نقرہ۔ مرجان۔ فولاد وغیرہ وغیرہ سے تیار کی جاتی ہے۔ اس کے سامنے ہزاروں یاقوتیاں اور مقویات ہیچ ہیں۔ دماغی محنت اور جسمانی تکان کو دور کر کے از سر نو چستی پیدا کر کے کام کے لائق بنا دیتی ہے۔ معدہ کو قوت دیتی اور بھوک خوب لگاتی ہے۔ دودھ گھی کو ہضم کر کے رنگت چہرہ کو سرخ کمزور کو توانا۔ لاغر کو فربہ۔ حافظ کو مقوی۔ عقل کو تیز کرتی اور لطف یہ کہ عورتوں مردوں بوڑھوں سب کیلئے مفید ہے۔ (نوٹ) پورے فوائد فہرست منگوا کر ملاحظ فرمائیں) قیمت پانچ تولہ چار روپے (للعہ) ادویات ملنے کا پتہ۔

مینیجر شفاخانہ رفیق حیات قادیان پنجاب

حضرت امیر المومنین کا خط

حضرت امیر المومنین جناب مولانا مولوی شیر علی صاحب بی اے امیر جماعت احمدیہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ کذابوں کا انجام ایک قابل قدر رسالہ ہے۔ محقق صاحب نے نہایت محنت سے مختلف زمانوں کے مدعیان مہدویت وغیرہ کے اسماء اور انجام کو بیان کر کے بتایا ہے۔ کہ جھوٹے مدعی کس طرح خائب و خاسر رہے۔ اور راستبازوں کی صداقت کو مشتبہ نہ کر سکے۔ فی الواقع محقق صاحب نے بہت مفید اور ضروری پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔ اور سلسلہ کی اہم خدمت انجام دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بہتوں کی ہدایت کا موجب بنائے۔ آمین حضرت رسول کریم کے بعد ۱۷ مدعیان مہدویت و مسیحیت و نبوت کے حالات درج کر کے دس ہزار روپیہ کا انعامی چیلنج اسکی تردید کرنیوالے کیواسطے مقرر کیا ہے۔ مگر کتاب تھوڑی تعداد میں چھپی ہے۔ جلد منگوا لیجئے۔ قیمت عہ۔ صفحہ دو سو (مینیجر رسالہ دستکاری کوچہ پنڈت دہلی)

کتاب محقق کو شائع ہوئے تین سال ہو گئے ہیں۔ جس میں صداقت احمدیت پر ۱۳۱ دلائل درج ہیں۔ جن کی تردید کرنیوالے کو ۱۳۱ روپیہ انعام بھی مقرر ہے۔ مگر آج تک کوئی اس کا جواب نہ دے سکا۔ یہی وہ لاجواب کتاب ہے۔ قیمت عہ

رسالہ دستکاری کوچہ پنڈت دہلی

قادیان میں مکان بنانے کے خواہشمند احباب

قادیان کی پرانی آبادی اور نئی آبادی میں سکنی اراضی خریدنے کے لئے خاکسار سے خط و کتابت فرماویں۔ محلہ دار الرحمت کے نقشہ میں بھی چند کنال اراضی کی زیادتی کی گئی ہے۔ لہٰذا جو احباب اس محلہ میں زمین حاصل کرنے کی خواہش رکھتے ہوں۔ ان کے لئے موقعہ ہے۔ نور ہسپتال کے سامنے بھی کچھ اراضی قابل فروخت ہے۔ فقط والسلام

خاکسار مرزا بشیر احمد قادیان

اشتہار

تعلیم الاسلام اولڈ بوائز ایسوسی ایشن قادیان

تمام اولڈ بوائز تعلیم الاسلام ہائی سکول کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وہ ایسوسی ایشن ہذا کے ممبر بن جاویں۔ اغراض و مقاصد جسب ذیل ہیں۔ (۱) نئے اور پرانے طلباء اور اساتذہ صاحبان ہائی سکول کے باہمی تعلقات کو مضبوط کرنا (۲) سکول کی بہتری اور اسکو کالج تک پہنچانیکی کوشش کرنا (۳) احمدیت کی اشاعت کرنا اور جماعت کے اندر تعلیم پھیلانا۔ اولڈ بوائز لاج قائم کرنا جسمیں اولڈ بوائز آکر اترا کریں۔ چندہ ممبری ایک روپیہ سالانہ ہے۔ امید ہے۔ کہ احباب پوری دلچسپی لینگے اور اپنے پتوں سے مجھے اطلاع دینگے۔ والسلام:۔ گل محمد خاں۔ بی۔ اے۔ علیگ جنرل سیکرٹری

اللّٰھم انت الشافی

جوہر شفاء یعنی زندگی

یہ خشک سفوف ہے۔ جس کا تجربہ دس سال تک کیا گیا ہے۔ پرانا بخار و کھانسی خشک یا تر بلغم خون آتا ہو۔ سل کے کیڑوں کو فنا کرتا ہے۔ تپ دق کو جس سے حکیم و ڈاکٹر بھی عاجز ہوں۔ مرد و عورت سب کو یکساں مفید قیمت نہایت کم۔ جو سو روپے کو بھی مفت۔ فی تولہ عصہ علاوہ محصولڈاک جو ایک ماہ کو کافی ہے۔ حکیموں کو بھی اس کا مطب میں رکھنا ضروری ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہوتا ہے۔

المشتہر:۔ الیس عزیز الرحمٰن قادر بخش انجنیر قادیان

اکسیر تسہیل ولادت

کا اشتہار کئی بار الفضل میں شائع ہوا۔ دوستوں نے منگوایا استعمال کیا بے حد مفید پایا۔ چونکہ الفضل کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اس لئے کچھ عرصہ کے لئے اشتہار بند کر دیا گیا۔ مگر پھر بھی آج تک دوست منگواتے ہیں۔ اسلئے اگر اشتہار نہ بھی نکلے۔ تو دوست ہر وقت منگوا سکتے ہیں۔ اب ات کو نوٹ کر لیں۔ یہ ولادت کے موقعہ پر سچی غمخوار چیز ہے۔ قیمت فی شیشی صرف دو روپے معہ محصولڈاک

مینیجر شفاخانہ دلپذیر۔ سلانوالی (لائن سرگودہا)

اپنی پیاری آنکھوں کی حفاظت کرو

ہمارا مشہور و معروف موتیوں کا سرمہ ۔ ضعف بصر ۔ ککرے خارش چشم ۔ جلن ۔ پھولا ۔ جالا ۔ پانی بہنا ۔ دھند ۔ غبار ۔ ابتدائی موتیا بند ۔ غرضیکہ آنکھوں کی جملہ بیماریوں کے لئے اکسیر ہے ۔ اس کا روزانہ استعمال عینک سے نجات دلاتا ۔ آنکھوں کو ہمیشہ بیماری سے محفوظ رکھتا ہے ۔ قیمت فی تولہ ع۲ر ۔ محصولڈاک علاوہ ۔ لاکھوں شہادتوں کی ایک شہادت ملاحظہ ہو ۔

جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان کی شہادت

مکرم و معظم علامہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب مبلغ بلاد یورپ و جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ فرماتے ہیں ۔ کہ آپکا موتیوں کا سرمہ بینے ککروں کے واسطے استعمال کیا ۔ اور بہت مفید پایا ۔

ملنے کا پتہ

مینجر کارخانہ موتیوں کا سرمہ ۔ نور بلڈنگ ۔ قادیان ۔ ضلع گورداسپور

ضرورت رشتہ

میرے ایک احمدی دوست قوم قریشی متوطن ضلع سیالکوٹ زراعت پیشہ صاحب جائداد بمشاہرہ (۶۵) ماہوار ہیڈ ماسٹر سکول ہیں ۔ پہلی بیوی فوت ہو جانیکی وجہ سے نکاح ثانی کے خواہاں ہیں ۔ مفصل حالات پتہ ذیل سے دریافت فرمادیں ۔ میاں غلام قادر مدرس لیانگر کلاں ڈاکخانہ لبانوالہ ۔ براستہ شاہدرہ ۔ ضلع شیخوپورہ

ضرورت ہے

ایک لائق ۔ شریف الطرفین تعلیم یافتہ ۔ برسر روزگار ۔ مبایع احمدی کی ایک شریف الطرفین تعلیم یافتہ احمدی لڑکی کے رشتہ کے لئے ۔ حاجتمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر درخواستیں بھیجیں ۔ معرفت مظفر علی خاں کلرک دفتر ریلوے سٹیشنری سٹورز مغلپورہ ۔ لاہور ،

پراسپکٹس

سب اوورسیر ۔ اوورسیر ۔ سب انجینیر ۔ کنٹریکٹرز کے پراسپکٹس بمعہ فہرست ملازم شدہ طلبا کے سوال انجینیرنگ کالج کپور تھلہ سے مفت طلب فرمایئے ۔ جو بابد اعبد سرپرستی عالیجناب شری حضور مہاراجہ صاحب کپور تھلہ دام اقبالہٗ جاری کیا ہے ۔ جسکی تعلیم و ضبط انتظام و نظم و نسق وغیرہ کی تعریف ڈاکٹر جنرل صاحب بہادر ملٹری ورکس انڈیا ۔ ایجوکیشنل کمشنر صاحب بہادر انڈیا ایسے حکام اور بہت سے انجینیرز معائنہ کر کے تحریر فرما چکے ہیں ؛

ضرورت ہے

(۱) ہر جگہ کے احمدی تاجران کی جو بھوپال میں اپنی تجارت کو فروغ دینا چاہیں ۔ (۲) ایسے سرمایہ دار احمدی احباب کی جو کم از کم یکصد روپیہ ایک نفع بخش کام میں لگانا چاہیں

مفصل حالات دفتر جنرل سپلائنگ ایجنسی بھوپال

قابل قدر جرمن ادویہ

نیورا ایسٹھین کی مقبولیت

چار سو بوتل ایک شہر میں ،

دس بڑے بڑے شہروں میں ایجنسیاں قائم ہو گئی ہیں ،

نیورا ایسٹھین موتیوں کا اشتہار آپ الفضل میں پڑھتے رہے ہیں ۔ چند ماہ میں ان کی شہرت ہندوستان میں اس قدر بڑھ گئی ہے ۔ کہ چاروں طرف سے آرڈر چلے آتے ہیں ۔ ماہ جولائی میں چھ سو بوتل وصول ہوئی ۔ جو کہ ایک ماہ کے اندر لگ گئی ۔ دوائی کے ختم ہو جانے کی وجہ سے بہت سے آرڈروں کو ہمیں التوا میں ڈالنا پڑا ۔ ماہ اگست میں نو سو بوتل وصول ہوئی ۔ جو اس وقت تک ختم ہو چکی ہے ۔ کئی آرڈر ناقابل تعمیل پڑے ہوئے ہیں ۔ اب ہزار بوتل ماہوار منگوانے کا انتظام کر رہے ہیں ۔ لیکن خدا تعالےٰ کے فضل سے امید ہے ۔ کہ یہ تعداد بھی ناکافی ثابت ہوگی ۔ کیونکہ یہ دوائی اس قدر مفید اور زود اثر ہے ۔ کہ ادھر آتی ہے ۔ اور ادھر نکل جاتی ہے ۔ اب تازہ مال آنے والا ہے ۔ اس لئے فوراً درخواستیں ارسال فرمائیں ۔ کہیں ایسا نہ ہو ۔ کہ ختم ہو جانے کی وجہ سے آپ کے آرڈر کی تعمیل جلدی نہ ہو سکے ۔ یہ دوائی ہر موسم میں استعمال کی جا سکتی ہے ۔ لیکن سردیوں میں اس کی خوراک بڑھا دینی چاہیئے ۔ ان موتیوں کی تاثیر کے نئے سے نئے انکشاف ہو رہے ہیں ۔ ایک معزز احمدی ۔ ای ۔ اے سی کام کرتے کرتے تھک جاتے تھے ۔ اس کے استعمال سے ان کی دماغی حالت خدا کے فضل سے بہت اچھی ہو گئی ہے ۔ ایک حیدر آبادی صاحب جو کہ درجنوں بوتلیں منگوا چکے ہیں ۔ لکھتے ہیں ۔ کہ مجھے اور میرے رفقاء کو اس دوائی نے معتد بہ فائدہ دیا ہے ۔ ایک وکیل صاحب بیان کرتے ہیں ۔ کہ کام کرتے وقت ان کو بیہوشی کی حالت ہو جاتی تھی ۔ اب وہ خوب کام کرتے ہیں ۔ اور اپنے دوستوں میں موتیوں کی شہرت کا باعث ہیں ۔ کئی بڑے بڑے شہروں میں یہ دوائی اب سینکڑوں کی تعداد میں جاتی ہے ۔ ایک شہر میں یہ دوائی اس قدر مقبول ہے ۔ کہ اور ادویہ کے علاوہ ایک ماہ میں چار سو بوتل صرف نیورا ایسٹھین کی وہاں لگی ہے ۔ بنگلور ۔ حیدر آباد ۔ بھوپال ۔ امرتسر ۔ کانپور ۔ مراد آباد ۔ جالندھر ۔ کلکتہ ۔ لکھنؤ ۔ پٹیالہ ۔ ان تمام بڑے بڑے شہروں میں ہماری ایجنسیاں قائم ہو چکی ہیں ۔ اس کے علاوہ چھوٹے چھوٹے قصبات میں بھی ایجنسیاں ہیں ۔ جیسے گورداسپور وغیرہ ۔ کئی اور فرموں کیساتھ ایجنسیوں کے متعلق خط و کتابت ہو رہی ہے ۔ یہ موتی بیخوابی ۔ کمزوری ۔ حافظہ کی کمی ۔ ذیابیطس ۔ دبلاپن ۔ سل کی ابتدائی حالت ۔ رگوں کے موٹے ہو جانے ۔ اعصاب کی کمزوری ۔ دل کی دھڑکن ۔ ہاضمہ کی خرابی ۔ دودھ پلانیوالی ماں کے کمزور بچے ۔ اور بڑھاپے کے اثرات کیلئے نہایت مفید ہے ۔ قیمت ایک بوتل ۔ للعہ ر ۔ تین بوتل عہ ؛

نوا سکس اور انو اسکس آج کل کی جدید تحقیقات علم خواص دانی سے ثابت ہوا ہے ۔ کہ غدودوں کے اندر ایک ایسا مادہ پیدا ہوتا رہتا ہے ۔ جو کہ اندر ہی اندر جذب ہو کر انسان کی قوت نامیہ کو بڑھاتا ہے ۔ اسکی طاقت کو قائم رکھتا ہے ۔ اسے صحت اور زندگی کا لطف اٹھانے کی طاقت بخشتا ہے ۔ اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے ۔ غدودوں کے اندرونی رشحات سے بڑے کیمیاوی تجارب کے بعد یہ دوائی بنائی گئی ہے ۔ اس لئے جنسی بیماریوں کا قدرتی علاج ہے ۔ اول الذکر مردوں کی بیماریوں کا علاج اور موخرالذکر عورتوں کی ۔ اس کے بعض اثرات کا الفضل جیسے مذہبی پرچہ میں اظہار نہیں کیا جا سکتا ۔ اس لئے بذریعہ خط و کتابت آپ دریافت کر سکتے ہیں ۔ قیمت فی ڈبیہ بڑی خوراک تین ہفتہ عہ ر ۔ چھوٹی ڈبیہ خوراک ۱ ہفتہ ے ر ؛

ہاضمہ کا نمک یہ نمک قبض اسہال ۔ خون کی خرابی ۔ جوڑوں کے دردوں ۔ بخار ۔ پرانے نزلہ ۔ کمر درد ۔ سوئے ہضمی کیلئے ازبس مفید ہے ۔ کئی ہسپتالوں میں استعمال کیا جاتا ہے ۔ اور تمام یورپ و امریکہ میں مشہور ہے ۔ اس کا نام ہائیکی ۔ بی ۔ ڈی ۔ سالٹ ہے ۔ اور قیمت فی بوتل عہ ۸ر ؛

کالی کلورائیم زخمی مسوڑوں اور دانت اور منہ کی امراض کا بے نظیر علاج ہے ۔ قیمت فی ٹیوب ۸ر بڑی ٹیوب ۱۲ر

ڈوسن ڈانٹ منہ اور دانتوں کے صاف رکھنے اور بیماری کے روک تھام رکھنے کے لئے نہایت مفید دوا ہے ۔ قیمت فی ٹیوب چھوٹی ۸ر اور بڑی ۱۲ر

نیزہ ٹور نزلہ روکنے کا آلہ ۔ اسے دن میں تین دفعہ سونگھنے سے پہلے نزلہ کے بار بار رکے ہوئے اللہ تعالےٰ کے فضل سے رک جاتے ہیں ۔ قیمت فی آلہ ۱۰ر ؛

ملنے کا پتہ

دی ایسٹرن ٹریڈنگ کمپنی

قادیان ضلع گورداسپور

مختصر ضروری خبریں

گورنر پنجاب کی لاہور میں آمد

۲۴ر اکتوبر کو سر میلکم ہیلی گورنر پنجاب لاہور میں تشریف لائے۔ اور ریلوے سٹیشن سے سیدھے ٹاؤن ہال میں پہونچے۔ جہاں آپ کا خیر مقدم کئے جانے کے بعد آپ کو لاہور میونسپل کمیٹی ڈسٹرکٹ بورڈ ضلع لاہور۔ انجمن حمایت اسلام لاہور اور ضلع کے سولجر بورڈ کی طرف سے ایڈریس پیش کئے گئے۔ سر میلکم ہیلی نے چاروں ایڈریسوں کا مشترکہ جواب دیا۔ جس کے دوران میں آپ نے سکھوں کے متعلق حالات کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ قانون اور امن کے خلاف عام اور براہ راست کارروائی کو روا نہیں رکھ سکتی ؛

گوردوکل کانگڑی کو منتقل کرنے کا فیصلہ

۲۲ر اکتوبر کو پنجاب پرتی ندی سبھا کا خاص اجلاس ہؤا۔ اس میں شردھانند جی بھی حاضر تھے۔ بحث مباحثہ کے بعد اتفاق رائے سے یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ گوروکل وشو دیالہ گوروکل کانگڑی سے اٹھا کر کسی دوسری جگہ بنایا جائے۔ کہاں بنایا جائے۔ اس کا فیصلہ کرنے کے لئے چند اشخاص کی ایک کمیٹی بنائی گئی ہے ؛

اڈیٹر لاحول کو سزا

میر بسمل اڈیٹر لاحول خانگی کو نخش نویسی کے جرم میں عدالت گوجرانوالہ سے تین سال کی سزا اور ڈیڑھ سو روپیہ جرمانہ ہؤا۔ بسمل صاحب اپنے اخبار میں احمدیت کے خلاف بھی بے ہودہ سرائی کرتے رہے تھے ؛

سکھ سدھار سنگت کی جیتو سے واپسی

امرت سر ۲۴ر اکتوبر۔ سکھ سدھار سنگت جیتو میں اکھنڈ پاٹھ ختم کر کے اگلے روز وہاں سے روانہ ہو گئی۔ جیتو اور نواح کے باشندوں نے سنگت کو جو ایڈریس دیا تھا۔ اس کے جواب میں ٹکا سندر سنگھ نے کہا کہ یہ امر افسوسناک ہے کہ اکالی اکھنڈ پاٹھ کے متعلق غیر ضروری ایجی ٹیشن کر رہے ہیں۔ گذشتہ شب ساڑھے دس بجے جس وقت گاڑی امرت سر پہونچی ہے تو مقامی رئیسوں کے ایک جم غفیر نے ان کا اسٹیشن پر خیر مقدم کیا

میسور میں استمراری بندوبست کا نفاذ

میسور ۱۸ر اکتوبر۔ مجلس نے اس مسئلہ پر بحث کی۔ کہ آیا استمراری بندوبست کا نفاذ مناسب ہوگا یا نہیں۔ کیونکہ موجودہ نظام کے ماتحت ہر تین سال کے بعد جدید بندوبست ہوتا ہے۔ اور مزدوعین کو بہت تکلیف اور نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ آخر کثرت رائے سے استمراری بندوبست کا نفاذ منظور ہو گیا ؛

ہائیکورٹ بمبئی کے ایک جج کا استعفا

بمبئی ۱۸ر اکتوبر۔ مسٹر جسٹس ڈی۔ ایف ملا بمبئی ہائی کورٹ کے عہدہ ججی سے استعفاء دے رہے ہیں۔ اور از سر نو ایڈووکیٹ کی حیثیت میں وکالت شروع کریں گے ؛

ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کا بائیکاٹ

معاصر "ہمدم" لکھتا ہے۔ افسوس ہے کہ لکھنؤ میں گذشتہ فسادات کے دوران میں باوجود ہندوؤں کی سخت زیادتیوں کے بھی ان کے دل کا غبار دور نہیں ہؤا ان کی طرف سے مسلمانوں کو بائیکاٹ کرنے کی سرگرم اور مضبوط کوششیں ہو رہی ہیں ؛

غیر منقولہ جائداد کا ہبہ واپس نہیں ہو سکتا

بمبئی ۱۸ر اکتوبر۔ ہائی کورٹ بمبئی کا ایک مکمل اجلاس جو پانچ ججوں پر مشتمل تھا۔ ایک قانونی مسئلے کے تصفیئے کے لئے مدعو کیا گیا۔ کہ آیا ہبہ کرنے والا شخص اجبری ہونے سے قبل غیر منقولہ جائداد کا ہبہ واپس کر سکتا ہے۔ تین ججوں نے جواب نفی میں دیا۔ اس لئے کثرت رائے کے مطابق فیصلہ ثبت ہو گیا ؛

ملتان میں طاعون

مرض طاعون ترقی کر رہی ہے۔ ہندو مکانات خالی چھوڑ کر شہر کے بیرونی حصہ میں مقیم ہیں۔ غلہ منڈی بالکل سنسان پڑی ہے۔ محکمہ صفائی سرگرم مساعی ہے ؛

ایک مسجد میں خنزیر ڈالا گیا

موضع کرنیڈو ضلع سنام ریاست پٹیالہ میں جہاں مسلمانوں کی آبادی کم ہے۔ جاٹوں نے ایک سؤر کے بچے کا سر کاٹ کر مسجد کے حمام میں ڈال دیا۔ معاملہ عدالت میں پیش ہے

مالوہ پرتی ندھی خالصہ دیوان کا فیصلہ

گوردوارہ پربندھک کمیٹی کو موجودہ اکالی جدوجہد کے خاتمہ تک مالوہ پرتی ندھی ہر روز ۲۵ اکالی بہم پہنچائے گی ؛ مالوہ میں اضلاع فیروزپور۔ لدھیانہ انبالہ اور ریاستہائے فریدکوٹ۔ جیند۔ پٹیالہ اور نابھہ شامل ہیں

ڈپٹی کلکٹر سندھ پر مقدمات رشوت

بمبئی ۱۸ر اکتوبر۔ حال میں مغربی سندھ کے ایک ڈپٹی کلکٹر کو تین رشوت ستانی کے مقدمات میں سزا دی گئی۔ اپیل میں ڈسٹرکٹ جج نے اس کو ایک مقدمہ سے بری کر دیا۔ باقی دو کی سزائیں ایک ہی ساتھ بھگتنی جائیں گی ؛

برلن میں مسجد مبائعین کی تعمیر ملتوی ہو گئی

اخبار ڈیلی میل نے ۱۷ر اکتوبر نے اپنا حسب ذیل خاص تار شائع کیا ہے۔ برلن ۱۶ر اکتوبر۔ ایک اسلامی مسجد برلن میں مولوی صدر الدین کے زیر انتظام بننے والی تھی جس کے لئے دنیا کے تمام مسلمانوں سے چندہ کیا گیا تھا۔ اس کا سنگ بنیاد ۹ر اکتوبر کو سفیر ترکی رکھنے والے تھے۔ اس دن بہت سے مہمان جن میں ایرانی اور افغانی سفیر بھی تھے جمع ہو گئے کہ ایک نامعلوم مصری نے ایک سبز رنگ کا رسالہ لوگوں میں تقسیم کیا۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ چونکہ مولوی صدر الدین حکومت برطانیہ کے جاسوس ہیں۔ اس لئے وہ سچے مسلمانوں کے فوائد کی حفاظت کی اہلیت نہیں رکھتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ رسالہ کے مضامین سے متاثر ہو کر ترکی سفیر نہ آئے۔ اور سنگ بنیاد رکھنے کی کارروائی کو ملتوی کر دیا گیا ؛

قسطنطنیہ میں یونانیوں کی گرفتاری

لنڈن ۲۱ر اکتوبر۔ بیان یونانی سفیر بیان کرتا ہے کہ ۳ ہزار یونانیوں کو جبری اخراج کے لئے گرفتار کر لیا گیا ہے ؛

برطانیہ اور ٹرکی جنگ کے قریب پہنچ چکے ہیں

لنڈن سے ایک تار مظہر ہے۔ کہ برطانی انتخابات کے متعلق تقریر کرتے ہوئے لارڈ کرزن نے بیان کیا ہے کہ برطانیہ کے پالیٹکس کا مطلع صاف نہیں ہے۔ آئرلینڈ کے معاملات کا فیصلہ نہیں ہؤا۔ مصر کے حالات جوں کے توں ہیں۔ ٹرکی اور برطانیہ کے تعلقات اس قدر کشیدہ ہیں۔ کہ ہم جنگ کے بالکل پہنچے ہوئے ہیں۔ عرب کے سوال نے ایک عجیب وغریب شکل اختیار کر لی ہے۔ ہندوستان خوشی اور مسرت سے کوسوں دور ہے

جرمنی میں شاہی سلطنت کی کوشش

برلن ۲۲ر اکتوبر۔ جرمنی میں جو انتخاب پارلیمنٹ ہونے والا ہے۔ اس میں ایک گروہ شاہی سلطنت کے از سر نو اجرا کا حامی ہے۔ اور اسی بنا پر لوگوں سے ووٹ طلب کرتا ہے اور دوسرا گروہ جمہوریت کا حامی ہے ؛

تخلیہ رُوہر

رُوہر و مینس۔ ۲۲ر اکتوبر۔ فرانسیسی افواج نے ڈورٹمنٹ۔ ریشنٹ و دنکل کے رقبوں اور لمبرگ کے قصبہ کو خالی کر دیا ہے۔ کوئی واقعہ رونما نہیں ہؤا ؛

ایران میں بغاوت

طہران ۲۲ر اکتوبر۔ مقام بہبہان پر جو سرکاری فوجیں پڑی ہیں۔ ان کا امیر مجاہد کی فوجوں سے مقابلہ ہؤا۔ ایرانی سرکاری افواج نے دریائے زیدون کے پار اتر کر باغیوں کو شکست دی۔ اور پھر بہبہان کو واپس آ گئیں۔ امیر مجاہد کے ۳۰ آدمی قتل ہوئے۔ اور متعدد زخمی ہوئے ؛

غازی کمال پاشا کے قتل کی سازش

لنڈن ۲۳ر اکتوبر۔ اخبار ٹائمز کا نامہ نگار مقیم

(باہتمام عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہؤا)